سلسلۂ مطبوعات مجلس
۳۴۲

تحفۂ جنوب

یعنی

جنوبی ہندوستان کے ایک ماہ کے سفر کی روداد اور مجموعۂ خطابات

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ

مرتب

سید محمد امین حسنی ندوی

ناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

باراول

رجب المرجب/۱۴۳۶ھ -- مئی/۲۰۱۵ء

تحفۂ جنوب	:	حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
مرتب	:	سید محمد امین حسنی ندوی
صفحات	:	۱۰۴
تعداد	:	۱۱۰۰
قیمت	:	۷۰/روپے
طباعت	:	نیوورک لائن پریس، لکھنؤ
باہتمام	:	محمد کلام الدین ندوی

ناشر

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام

ندوہ کیمپس، ندوۃ العلماء لکھنؤ

فون نمبر: 0522-2741539

Email: airpnadwa@gmail.com

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست عناوین

"تحفۂ جنوب"

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
۱	پیش لفظ	۱۰
۲	تمہید	۱۳
۳	جنوبی ہند کا سفر ممبئی کے راستہ	۱۳
۴	ممبئی کے شب و روز	۱۴
۵	ایک مؤثر خطاب	۱۵
۶	بے غرض تعلق	۱۵
۷	اہل دنیا کو متوجہ کرنے کا اچھے سے اچھا طریقہ اختیار کریں	۱۶
۸	حکمت اور خیر خواہی	۱۷
۹	مناسب لب ولہجہ اور دلائل کا خیال ہو	۱۸
۱۰	تعلیم میں جامعیت	۱۹
۱۱	ایک امت ایک خاندان	۱۹
۱۲	عمل کی تلقین	۲۰
۱۳	اہل علم کی ذمہ داری	۲۱
۱۴	اورنگ آباد کی دعوت	۲۱
۱۵	ریاست کرناٹک کے شب و روز	۲۳

www.abulhasanalinadwi.org

۱۶	بنگلور کا سفر	۲۳
۱۷	پانچ دن بنگلور میں	۲۴
۱۸	خطاب جمعہ	۲۴
۱۹	نماز دل کو صحیح کرتی ہے	۲۴
۲۰	مسجد کی خصوصیت اور دو بڑے فائدے	۲۵
۲۱	اتباع سنت میں ہماری ترقی ہے	۲۶
۲۲	اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے	۲۷
۲۳	دارالامور میں قیام اور محاضرہ	۲۸
۲۴	اخلاص وفکر مندی	۲۹
۲۵	اعلیٰ مخلوق اور اس کی ذمہ داری	۳۰
۲۶	اتفاقاً کوئی چیز نہیں	۳۰
۲۷	علم اور ظن میں فرق	۳۱
۲۸	اللہ انسان سے کیا چاہتا ہے	۳۳
۲۹	ایمان کے تقاضے	۳۴
۳۱	فکر بنیادی چیز ہے	۳۵
۳۲	قارون کا انجام	۳۶
۳۳	جو کچھ ہے اللہ کے فضل سے ہے	۳۷
۳۴	حکومتیں ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہتیں	۳۸
۳۵	اسلام کا مزاج مکمل خود سپردگی اور بندگی کا ہے	۳۹
۳۶	مغربی فکر آزادی کی فکر ہے	۳۹

www.abulhasanalinadwi.org

۳۷	دینی مدارس ایک بڑی ضرورت ہیں	۴۱
۳۸	علماء اور مشائخ کا کام اور مقام	۴۲
۳۹	عقل معاد کے ساتھ عقل معاش بھی ہونی چاہئے	۴۳
۴۰	دارالامور کی جامعیت اور آپ کی ذمہ داری	۴۳
۴۱	انسان اپنے رب کا خلیفہ ہے	۴۵
۴۲	مؤمن اور غیر مؤمن کا فرق	۴۷
۴۳	اسلامی فکر کیا ہے	۴۸
۴۴	محنت اور سوچ کا محور	۴۸
۴۵	حضرت مولانا کے خطاب کے بعد	۴۹
۴۶	سلطان ٹیپو شہید کی شخصیت	۴۹
۴۷	میسور میں	۵۰
۴۸	مسلمانوں کو غلبہ وعروج علم واخلاص سے ہوا	۵۰
۴۹	مسلمان دعوت کے لئے اپنے کو فارغ کریں	۵۱
۵۰	بھٹکل روانگی	۵۲
۵۱	دو دن بھٹکل میں	۵۲
۵۲	مسلمانوں میں دینی شعور پیدا کیا جائے	۵۳
۵۳	اسکولی نصاب میں دینیات شامل ہو	۵۴
۵۴	اسلامی تشخص اور دینی امتیاز کو باقی رکھنا ہماری ذمہ داری ہے	۵۴
۵۵	ملاقاتیں اور دوسری سرگرمیاں	۵۴
۵۶	بنگلور روانگی	۵۵

www.abulhasanalinadwi.org

۵۷	جامعہ سبیل الرشاد بنگلور کا ایک دن	۵۶
۵۸	یہ دور سوانحی دور ہے	۵۶
۵۹	انسان انسان کو دیکھ کر سیکھتا ہے	۵۷
۶۰	ڈاکٹر راہی فدائی صاحب کا مقالا	۵۸
۶۱	سید بیری صاحب کے مکان پر	۵۸
۶۲	خطاب جمعہ	۵۹
۶۳	حالات حاضرہ پر ایک اہم گفتگو اور سلام سینٹر کی قرآنی و دعوتی خدمات	۵۹
۶۴	امت مختلف ادوار میں سخت ترین حالات سے گزری ہے	۶۰
۶۵	یہ ملک مختلف قوموں اور مذاہب کا ہے	۶۱
۶۶	امریکہ کا حال	۶۱
۶۷	گفتگو اور استراحت کے بعد بیعت وارادت کی مجلس	۶۲
۶۸	مدرسہ اصلاح اللبنات میں عصرانہ اور خطاب	۶۲
۶۹	تعلیم و تربیت لڑکے اور لڑکیوں کا بنیادی حق ہے	۶۳
۷۰	لڑکیاں مستقبل کی مائیں ہیں	۶۴
۷۱	مدرسہ اصلاح اللبنات ایک بہترین تربیت گاہ ہے	۶۵
۷۲	چار دن تمل ناڈو میں	۶۷
۷۳	آمبور اور میل وشارم کے لئے روانگی	۶۷
۷۴	جامعہ دار السلام عمر آباد میں	۶۷
۷۵	علم کے بارے میں توقف غلط ہے	۶۸
۷۶	جنوب کا ندوہ	۷۰

www.abulhasanalinadwi.org

۷۷	تزکیۂ نفس کے موضوع پر ایک جلسہ آمبور میں	۷۰
۷۸	مدرسہ مفتاح العلوم میل وشارم میں	۷۱
۷۹	ایمان کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے	۷۱
۸۰	جامعہ باقیات الصالحات ایک تعارف	۷۲
۸۱	طلبہ واساتذہ سے ایک خطاب	۷۳
۸۲	میل وشارم سے مدراس روانگی	۷۴
۸۳	مدارس میں تین دن کا قیام	۷۴
۸۴	ٹی رفیق صاحب کے مکان پر	۷۵
۸۵	عالمی رابطہ ادب اسلامی کا کل ہند سیمینار	۷۶
۸۶	ادب پوری انسانی زندگی سے تعلق رکھتا ہے	۷۶
۸۷	سیمینار کی خصوصیت اور دوسرے پروگرام	۷۶
۸۸	اندھرا اور تلنگانہ کے شب وروز	۷۸
۸۹	وجے واڑہ میں تین دن	۷۸
۹۰	عصری تعلیم کے ساتھ بچوں کی دینی تربیت کی جائے	۷۸
۹۱	انسان اپنے مقصد سے دور ہو گیا ہے	۷۹
۹۲	دوسری سرگرمیاں	۸۰
۹۳	ایک دن حیدرآباد میں	۸۱
۹۴	ایک دن بھوپال میں	۸۳
۹۵	ممبئی اور کیرالہ کا سفر	۸۶
۹۶	کیرالہ	۸۷

www.abulhasanalinadwi.org

۹۷	ہندوستان میں اسلام کا باب الداخلہ	۸۷
۹۸	اسلامی فقہ اکاڈمی کا سیمینار دارالعلوم اوچھرا میں	۸۸
۹۹	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا امتیاز وخصوصیت	۸۸
۱۰۰	سیمیناروں کا فائدہ	۸۹
۱۰۱	ہندوستان کی خصوصیت اور اس کے دستور کی جامعیت	۸۹
۱۰۲	آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ	۹۰
۱۰۳	اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا	۹۰
۱۰۴	دین اسلام ہر دور اور ہر جگہ کے لئے مکمل ہے	۹۱
۱۰۵	فقہاء کے کارنامے	۹۲
۱۰۶	تغیر پذیر دنیا میں علماء کی ذمہ داری	۹۲
۱۰۷	اجتماعی اجتہاد	۹۳
۱۰۸	اکثریت واقلیت کا فرق	۹۴
۱۰۹	مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کا پر مغز خطاب	۹۴
۱۱۰	اختلاف اختلاف کا فرق	۹۴
۱۱۱	مذاہب فقہیہ کا اختلاف باعث رحمت ہے	۹۵
۱۱۲	اختلاف طبعی ہو سلبی نہ ہو	۹۶
۱۱۳	وحدت کی کوششیں	۹۶
۱۱۴	بحث وتحقیق ضروری ہے	۹۶
۱۱۵	قضایا فقہیہ کے ساتھ قضایا فکریہ بھی ہے	۹۷
۱۱۶	فقہ اسلامی وقت کی ضرورت ہے	۹۷

www.abulhasanalinadwi.org

۱۱۷	مدرسہ حسنیہ میں	۹۸
۱۱۸	رضائے الٰہی کو مقصد بنائیں	۹۸
۱۱۹	ہماری ذمہ داری	۹۹
۱۲۰	مدرسہ قرآن فہمی کا سب سے بڑا ذریعہ	۹۹
۱۲۱	دعوت واصلاح کا کام اور آپ کا مقام	۹۹
۱۲۲	علمی و دینی قیادت کی اہلیت پیدا کیجئے	۱۰۰
۱۲۳	علم ایک بڑی دولت ہے	۱۰۰
۱۲۴	فقہی کانفرنس کا اختتام اور صدارتی خطاب	۱۰۱
۱۲۵	امت محمدیہ ایک عالمی امت ہے	۱۰۱
۱۲۶	تفقہ اور رسوخ فی العلم کی ضرورت	۱۰۱
۱۲۷	ہندوستان کے علماء کا فیضان عالمی ہے	۱۰۲
۱۲۸	مغربی تہذیب نے ذہنوں کو بدل دیا	۱۰۳
۱۲۹	اسلامی فقہ اکاڈمی کا کارنامہ	۱۰۳
۱۳۰	دیگر پروگرام اور واپسی	۱۰۴

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وخاتم النبیین سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ أجمعین وبعد.

اسلام آخری اور مکمل دین اور مستقل تہذیب ہے، جو ہر زمان ومکان اور ہر قوم وملت کے لئے ایک رہنما مذہب ہے، اس کی تعلیمات کی روشنی میں ہمارے سارے مسائل کا حل موجود ہے، موجودہ حالات میں نئی نسل کا ایمان ویقین جو متزلزل ہو رہا ہے اس کو دور کرنے کی ضرورت ہے، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم ناظم ندوۃ العلماء وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ نے اپنے حالیہ جنوبی ہند کے دورے میں اس کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے، یہ سفر دعوتی تھا، اس لئے اس میں مسلمانوں کے معاملات ومسائل اور دعوتی تقاضوں کا حصہ نمایاں رہا، گذشتہ کئی سالوں سے جنوبی ہندوستان کے کسی علاقہ کا سفر طے پاتا ہے، پہلے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کا بھی معمول رہا تھا، اور جنوب کے سفر کے محرکات میں وہاں کے دینی مدارس کی دعوت کو خاص دخل رہا ہے، اس میں بھٹکل کی جامعہ اسلامیہ اور بنگلور کی جامعہ سبیل الرشاد کا ذکر خاص طور پر ضروری ہے کہ اس کے ذمہ داروں کا ندوۃ العلماء کے ذمہ داروں سے قدیم تعلق رہا ہے اور سری رنگا پٹنم (سابق ریاست میسور) میں فضلائے مدارس کی تربیت کے لئے دارالامور کے قیام کے بعد سے اس کی دعوت بھی اہمیت رکھتی رہی ہے، اس کے علاوہ رابطہ ادب

www.abulhasanalinadwi.org

اسلامی کے مدراس اور بنگلور کے پروگرام بھی جنوری ۲۰۱۵ء کی انہی تاریخوں میں طے پا گئے تھے، ان سب پروگراموں میں شرکت کے بعد وجے واڑہ (آندھرا) اور حیدرآباد (تلنگانہ) کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے بھوپال کے راستہ لکھنؤ واپسی ہوئی، اس سفر کی خاص بات بنگلور میں دانشوروں کے ساتھ ایک خصوصی مجلس رہی جس میں سابق مرکزی وزیر جناب کے رحمٰن خان صاحب اور بعض دوسرے اہم حضرات شریک تھے، اور موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے پر فرقہ پرستانہ ذہنیت رکھنے والے افراد کی طرف سے جو بیانات سے جو خدشات سامنے آرہے تھے اس کا حضرت مولانا دامت برکاتہم نے ازالہ فرمایا، اور یہ واضح کیا کہ موجودہ نظام حکومت خواہ کسی ملک کا ہو، آزاد نظام حکومت نہیں ہے، اور دوسری بات یہ واضح کی کہ اس ملک کے دستور نے ہمیں جو حق دیا ہے اور پھر جمہوری وسیکولر نظام حکومت کے جو تقاضے ہیں، اس سے پہلوتہی نہیں، اس لئے اس کی زیادہ فکر کی ضرورت نہیں اور جو ہمارے اختیار اور بس میں ہے وہ ہمیں کرنا چاہئے، اقلیتیں اپنی فکر خود کرتی ہیں، کسی کے سہارے پر رہنا یہ کوئی دانشمندی کی بات نہیں ہے اور نوجوانوں میں اسلام کے تعلق سے جو اعتماد متزلزل ہورہا ہے کہ وہ ہماری رہنمائی ہر معاملہ میں نہیں کرسکتا یہ ایک خطرناک رخ ہے، ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ان کے ایمان وعقیدہ اور فکر ورجحان کی بھی فکر کریں۔

جنوری کے تقریباً پورے ماہ کے سفر کے بعد مارچ ۲۰۱۵ء کے آغاز میں کیرالا میں دارالعلوم اوچھرا میں اسلامی فقہ اکاڈمی کا سیمینار تھا، اس میں شرکت کے لئے سفر ہوا، اس طرح گذشتہ سفر میں کیرالا رہ گیا تھا اس کا خلا اس سفر سے پورا ہوا، عزیزی مولوی سید محمد امین حسنی ندوی سلمہ نے پہلے سفر کی روداد اور بعض خطابات وتقریریں قلمبند کی تھیں، جو پندرہ

www.abulhasanalinadwi.org

روزہ ''تعمیر حیات'' لکھنؤ میں شائع ہوئی تھیں، دوسرے سفر کے اہم خطابات کو مولوی سید خلیل احمد حسنی ندوی سلمہ نے مرتب کیا جو اس دوسرے سفر میں ساتھ تھے اور اس مجموعہ پر ایک نظر عزیزی مولوی سید محمود حسن حسنی ندوی سلمہ نے ڈالی اس طرح یہ ایک اچھا اور مفید مجموعہ خطابات وروداد مرتب ہو کر سامنے ہے، جسے مجلس تحقیقات ونشریات اسلام شائع کر رہی ہے اس سے پہلے مجلس مختلف علاقوں کے مجموعہ خطابات وروداد کے تحفے پیش کر چکی ہے، جیسے تحفۂ برما، تحفۂ دکن، تحفۂ مشرق، تحفۂ انسانیت، تحفۂ کشمیر، تحفۂ دین ودانش، تحفۂ گجرات وغیرہ، امید ہے گذشتہ مجموعوں کی طرح یہ بھی ایک رہنما مجموعہ ثابت ہوگا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور نافع بنائے آمین۔

محمد واضح رشید حسنی ندوی

سکریٹری مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ

۲۵ / رجب المرجب ۱۴۳۶ھ

۱۴ / مئی ۲۰۱۵ء

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

اللّٰہم آتنی بفضلك أفضل ما تؤتی عبادك الصالحین

جنوبی ہند کا سفر ممبئی کے راستہ

گھر سے نکلنے کی مسنون دعا ہے:"بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" (سنن ترمذی) نہ صرف اس سے حفاظت وصیانت ہوتی ہے بلکہ بڑی برکات کا ظہور اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور سواری کی دعا ہے" سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ،وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" (سورۃ زخرف:۱۳،۱۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت، صحابہؓ سے ثابت اور سبھی صلحاء کا معمول رہا ہے۔

سفر کے مقاصد یوں تو بہت ہو سکتے ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پیش نظر سفر کا مقصد صرف ایک ہوتا ہے کہ لوگوں کے کام آیا جائے اور لوگوں کے دلوں کو اللہ سے جوڑنے کا کام کیا جائے اور لوگوں پر اللہ اور اس کے بندوں کے جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان سے واقف کرایا جائے اور بحیثیت امت دعوت ان کی ذمہ داری یاد دلائی جائے۔

سفر اگر ان حضرات کی رفاقت میں ہو جن کے یہاں علم بھی ہو اور عمل بھی، دردمندی بھی ہو اور فکرمندی بھی، تعلیم وتربیت کا تجربہ بھی ہو اور حالات کو سمجھنے اور واقعات سے نتائج اخذ کرنے کا ملکہ بھی، تو پھر ایسے سفر سے مسافر کو وہ فائدہ پہنچتا ہے جو فائدہ اس کو صرف کسی تعلیمی ادارے یا تربیت گاہ سے ہی پہنچ سکتا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

۳۱/دسمبر ۲۰۱۴ء بدھ کو چھ افراد پر مشتمل قافلہ پشپک ایکسپریس سے لکھنؤ سے روانہ ہوا، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی میر کارواں تھے اور باقی ان کے رفقاء قافلہ حضرت مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ، جناب شاہد حسین صاحب، مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی مولانا سید سجان ثاقب ندوی اور راقم السطور جمعرات کو رات ۱۱/بجے ممبئی پہنچا، قیام معمول کے مطابق محمد بھائی پٹنی مرحوم کی منزل سہاگ پیلس مدن پور میں ہوا، ان کے صاحبزادے عبدالرحمٰن شاکر صاحب نے بڑا خیال رکھا، مولانا اسماعیل یاسین بھولا ندوی بھی ساتھ رہے پھر یہاں سے شریک سفر ہوئے، جن کا تعلق اصلا گجرات کے پالن پور علاقہ سے ہے اور ممبئی میں جوگیشوری میں رہائش اور کاروبار ہے۔

ممبئی کے شب وروز

۲/جنوری ۲۰۱۵ء کو بعد نماز عصر معتمد تعلیم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کے ساتھ جناب شاہد حسین، مولانا محمود حسن حسنی ندوی اور راقم سطور ممبئی کی ایک معروف دینی شخصیت اور حضرت شاہ وصی اللہؒ فتح پوری کے تربیت یافتہ قاری ولی اللہ صاحب مدظلہ (خلیفہ حضرت شاہ عبدالحلیم علیہ الرحمۃ) کی عیادت کے لیے ان کی مسجد گئے جہاں وہ ساٹھ سال کے عرصہ سے امام وخطیب ہیں اور ممبئی میں ان کا قیام ۶۳ سال سے ہے ایک جگہ مستقل مزاجی کے ساتھ قیام اختیار کرکے حکمت ونرمی سے دعوت دین اور اصلاح وعقائد کا کام کررہے ہیں ان کا اصلا تعلق فتح پور تال نرجا مئو اعظم گڑھ سے ہے، انہوں نے مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کو دیکھا، بہت خوشی کا اظہار کیا، اور بہت ہی بشاشت سے ملے، مولانا نے اس موقع پر ایک سوال قاری صاحب سے یہ کیا کہ گزشتہ صدی میں ایک ہی وقت میں بڑی بڑی دینی شخصیات ہندوستان میں موجود تھیں جیسے حضرت تھانوی، حضرت رائے پوری، حضرت مدنی، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، حضرت مولانا شاہ وصی اللہ فتحپوریؒ اور حضرت قاری سید صدیق احمد باندویؒ، حضرت مولانا ابرار الحق حقیؒ، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب، حضرت مولانا محمد

www.abulhasanalinadwi.org

احمد پرتاپ گڑھی لیکن اس پرفتن دور میں کوئی ایسی شخصیت نظر نہیں آتی۔

قاری صاحب نے کہا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں زیادہ تر لوگ جاہ اور مال کی محبت میں گرفتار ہوں گے، دیکھا جائے تو یہ مرض مسلمانوں میں کثرت سے پایا جاتا ہے، اسی وجہ سے اس طرح کی شخصیات پیدا نہیں ہورہی ہیں، چلتے چلتے مولانا محمود حسن حسنی ندوی نے ان سے درخواست کی کہ کچھ نصیحت فرمادیں، فرمایا کہ جو بھی کام کریں خلوص نیت سے کریں، اخلاص کے بغیر کوئی بھی کام چاہے جتنا اچھا ہو اللہ کے یہاں مقبول نہیں، اس کے بعد ہم لوگ اپنی قیام گاہ واپس آگئے۔

ممبئی کی ایک اور مشہور دینی شخصیت قاری منیر احمد صاحب بستوی مدظلہ (مقیم کالینا) بزرگوں کی قیام گاہ سہاگ پیلس مدن پورہ تشریف لائے، اس کا نواں مالہ بزرگوں کے قیام کے لیے مخصوص رہا ہے اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی علیہ الرحمۃ نے بعض اہم کتابیں یہیں تصنیف کی ہیں، سالار قافلہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ سے ان کی گفتگو بہت مفید اور معلومات افزا رہی، انہوں نے حضرت مولانا مدظلہ کو بتایا کہ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت سیرت پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں کو متعارف کرانے کی ہے اور بتایا کہ سری لنکا اور برما میں دعوت کا کام بہت تیزی سے ہورہا ہے اور وہاں مکاتب کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے، گشتی استاذ کا کام بھی شروع کیا گیا ہے اور ماشاء اللہ اس کے بڑے اچھے نتائج سامنے آرہے ہیں۔

ایک مؤثر خطاب

۳/جنوری کو حضرت مولانا مدظلہ کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ممبئی میں مقیم فارغین نے نماز مغرب کے بعد قیام گاہ ہی میں ایک نشست رکھ دی، حضرت مولانا نے ان سے گفتگو کی جس کے اہم نکات ملاحظہ ہوں!

بے غرض تعلق

www.abulhasanalinadwi.org

''اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سکھایا گیا ہے کہ انسان کو انسان ہونے کے تعلق سے اپنا بھائی سمجھتے ہوئے بے غرض محبت وانسیت کا تعلق رکھنا چاہیے، وہ اشرف المخلوقات ہے دیگر مخلوقات کو اسی ضرورت کے لحاظ سے جو رویہ ہوتا ہے وہ رویہ انسان کو انسان سے نہیں رکھنا چاہیے، ہمارے رب کی طرف سے اس کی تعلیم دی گئی ہے، اور یہ انسان اگر اپنے رب کے حکم پر چلنے والا ہے یعنی مسلمان ہے تو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو بالکل اس طرح سمجھنے کا حکم ہے کہ وہ اس کا حقیقی بھائی ہے، اس کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھے، اس کے آرام کو اپنا آرام سمجھے، لیکن نئے تمدن کے غلبہ کی وجہ سے اس میں کمی ہوتی جارہی ہے، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں یہ صفت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو علم وعقل والی مخلوق بنایا ہے جو دوسری عام مخلوقات کو نہیں بنایا ہے تو ہم اپنے خالق کے احسان کو سمجھیں اور اس کے شکر کا جو تقاضہ ہے اس کو معلوم کریں یعنی ہم علم دنیا کے ساتھ علم دین معلوم کریں تاکہ اس کے ذریعہ اپنی زندگی کو اپنے خالق ومالک کی اطاعت اور شکر میں گذار سکیں اور دوسروں کو بھی متوجہ کر سکیں''۔

اہل دنیا کو متوجہ کرنے کا اچھے سے اچھا طریقہ اختیار کریں

''اہل دنیا کو متوجہ کرنے کا اچھے سے اچھا طریقہ اختیار کرنا چاہیے اس کے لیے ہم کو ان کے طریقہ سے بھی واقف ہونا ہوگا، یہ بات ہم کو قرآن مجید میں بتائی گئی ہے۔

''اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ'' (النحل/۱۲۵)

''اپنے رب کے راستہ کی طرف حکمت، دانشمندی، اور عمدہ، دل پذیر، ومؤثر مواعظ کے ذریعہ دعوت دو، اور اختلاف کرنے والوں یا بحث کرنے والے لوگوں سے اس طریقہ پر بحث ومباحثہ کرو جو سب سے بہتر ہو (جس میں مخلصانہ طور پر حق کا اظہار مقصود ہو، نہ کہ اپنا غلبہ یا اپنی بڑائی) تمہارا رب ان کو خوب اچھی طرح جانتا ہے جو اس کے راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں اور ان سے بھی خوب واقف ہے جو ہدایت یافتہ ہیں''۔

کیوں کہ جو طرز بیان انسان نہیں سمجھتا اس کے ذریعہ مخاطب کرنا بیکار ہوتا ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

دوسری بات یہ کہ معلومات بھی اہم ہوتی ہے، کہ جس سے آپ مخاطب ہورہے ہیں، وہ کیا سمجھتا ہے، اس سے کس طرح بات کرنی ہے، اور کس طرح وہ بات سمجھ سکتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو داعی امت بنایا ہے، اس کا کام دعوت دینا ہے، اور ایسا صالح معاشرہ وجود میں لانا ہے کہ جو آپس کی خیر خواہی کا ہو، آپس کے تعلقات کا ہو، اور ظاہر ہے یہ کسی بنیاد پر ہوگا، یہ اللہ کو خالق و مالک ماننے کی بنیاد پر ہو، ہم سب اللہ کے بندے ہیں، اور اللہ کے بندے ہونے کے لحاظ سے ہمارا خاندان ایک ہے، وہ اللہ کی بندگی کا خاندان ہے، اللہ جن چیزوں کو پسند کرتا ہے وہ ہمیں اختیار کرنا ہے، اور اختیار کرانا ہے، اس وقت جو امت کی حالت ہے وہ بڑی فکر کی اور خطرہ کی ہے، یعنی وہ برائیاں جو غیر مسلموں میں ہوتی تھیں اور مسلمانوں میں نہیں ہوتی تھیں اور نہ ہونی چاہئیں، وہ مسلمانوں میں پیدا ہوگئی ہیں، وہ ساری باتیں جن کو بگاڑ کی باتیں کہا جاتا ہے، وہ مسلمانوں میں بہت حد تک پیدا ہوگئی ہیں، اور حالت برابر گرتی جارہی ہے، ہم لوگوں کی ذمہ داری ہونی چاہیے کہ ہم جس حد تک اور جس دائرہ میں میں بھی لوگوں کو درست کرنے اور صحیح راہ دکھانے کا کام کر سکتے ہیں ہمیں کرنا چاہیے، اور جو علم ہم نے حاصل کیا ہے وہ علم بہترین ذریعہ ہے، دوسروں کو سمجھانے کا، صحیح راہ پر لانے کا، ہم خیر کا باعث بنیں، ہم دوسروں کی رہنمائی کا ذریعہ بنیں، دوسروں کی اصلاح کا ذریعہ بنیں، دوسروں تک پیغام حق پہنچانے کا ذریعہ بنیں، اپنی ان صلاحیتوں کے ذریعہ سے جو اللہ نے ہم کو عطا فرمائی ہے، بولنے کی، لکھنے کی، اور بات کرنے کی"۔

حکمت اور خیر خواہی

اللہ نے ہم کو حکم دیا ہے "اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ" ہم کو اللہ نے طریقہ بتادیا کہ اللہ کے صحیح راستے کی طرف لوگوں کو بلاؤ، کیسے بلاؤ؟ موقع محل دیکھتے ہوئے، بالحکمۃ سے کیا مراد ہے؟ موقع کو دیکھتے ہوئے کہ کب کیا بات کہنی ہے، اور کیسے کہنا ہے، کہ اس کے دل میں بات اتر جائے، اور اس کے دماغ میں پیوست ہوجائے، اچھے انداز میں بات کی جائے، نصیحت کا اچھا انداز یہ ہے کہ دوسرا آدمی یہ سمجھے کہ

www.abulhasanalinadwi.org

یہ ہماری خیر خواہی میں بات کہہ رہے ہیں، یہ نہ سمجھے کہ ہم پر اعتراض کررہے ہیں، یہ نہ سمجھے کہ آپ اس کو برا قرار دے رہے ہیں، اس کی برائی بیان کررہے ہیں، یہ انداز ہونا چاہیے کہ وہ محسوس کرے کہ ہماری خیر خواہی میں بات کہی جارہی ہے، اس انداز میں بات کی جائے، یہ ''موعظہ حسنہ'' ہے، یہ نصیحت اچھے انداز کی نصیحت ہے، نصیحت اس وقت نصیحت ہوتی ہے کہ جب دوسرا آدمی یہ سمجھے کہ یہ آدمی ہماری خیر خواہی میں بات کہہ رہا ہے، ورنہ وہ نصیحت نہیں ہوتی، وہ تنقید ہوتی ہے، طعن و تشنیع ہوتی ہے، بعض لوگ اس کو طعن و تشنیع سمجھتے ہیں، بعض دفعہ لوگوں نے ایسی بات کہہ دی کہ ''جایئے جایئے ہم جہنم میں جائیں آپ سے کیا مطلب؟'' یہ تک کہہ دیا اس سے بڑھ کر کیا کہا جاسکتا ہے، لوگوں نے ایسا کہا ہے، بے موقع بات کرنے میں یا اس وقت بات کرنے میں کہ دوسرا یہ سمجھے کہ آپ اس پر طنز کررہے ہیں، اس پر تنقید کررہے ہیں، ''موعظہ حسنہ'' یہی ہے کہ وہ یہ سمجھے کہ آپ اس کی خیر خواہی میں بات کررہے ہیں، اس کے فائدہ میں بات کررہے ہیں، اس کو توجہ ہو کہ یہ کہہ رہا ہے اور ہم نہیں کرپارہے ہیں، اللہ ہمیں توفیق دے، یہ جذبہ پیدا ہو''۔

مناسب لب ولہجہ اور دلائل کا خیال ہو

''اچھے انداز میں بات کہی جائے، آگے ارشاد ہے ''وَجَادِلْهُم بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ'' اور اگر دلائل کا مسئلہ آجائے تو باتیں مدلل ہوں، جیسے مدلل طریقہ سے بحث کی جاتی ہے، دلائل دونوں طرف سے ہوتے ہیں، تو ''وَجَادِلْهُم بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ'' اس میں یہ بھی ہے کہ آپ بحث کریں تو اچھے طریقہ سے کریں، اس میں ٹکراؤ نہ ہو، ایک دوسرے سے رنجش نہ ہو، بلکہ آپ کی دلیل مضبوط ہو، دوسرا کہے کہ آپ کی بات صحیح ہے، آپ صحیح بات کہہ رہے ہیں، دلیل سے بات کررہے ہیں، تو یہ ہماری ذمہ داری اللہ نے رکھی ہے، قرآن مجید میں اس کا حکم ہے، ہم کو اللہ تعالیٰ نے داعی امت بنایا ہے، ہندوستان میں دینی مدرسے اچھے اچھے قائم ہوئے ندوہ بھی قائم ہوا، ندوہ کا مقصد دعوت کا کام پر اثر انداز سے کرنا تھا اس ضرورت کو محسوس کرنے پر بھی قائم ہوا کہ ہم جو علم دین حاصل کررہے ہیں اس سے ہم کو

www.abulhasanalinadwi.org

فائدہ ہوگا لیکن دوسروں کو خیر کی طرف بلانے کا کام مناسب زبان اور دلائل کے ساتھ کرنا سیکھا جائے لہٰذا اس کی ضرورت کا علم اور دوسرے طریقوں کو بھی ہمیں سیکھنا ہوگا“۔

تعلیم میں جامعیت

”اس وقت مسلمان جو تعلیم حاصل کر رہے تھے، وہ یا تو خالص دینی تھی، یا خالص دنیوی تھی، دونوں اپنے اپنے اعتبار سے مفید ہیں، لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہوں، جو دونوں کے جامع ہوں، جو دونوں طبقوں سے بات کرسکیں، دونوں طبقوں سے اپنی بات کہہ سکیں، ان کی بات میں وزن ہو، اسی بنیاد پر ندوہ کا قیام عمل میں آیا تھا، جن لوگوں کا ندوہ سے تعلق ہے ان کو یہ بات سمجھنی چاہیے، کہ انہوں نے جو صلاحیت پیدا کی ہے، اس صلاحیت سے خوب فائدہ اٹھائیں، اور دوسروں کو فائدہ پہنچائیں، داعی کو عامل کا ثواب ملتا ہے، کہنے سے اس کی اصلاح ہوگی، وہ عمل کرے گا، اس کا ثواب داعی کو بھی ملے گا، کیوں کہ اس کے کہنے پر اس کی اصلاح ہوئی، وہی ثواب جو عمل کرنے والے کو ملے گا، اتنا ہی دعوت دینے والے کو بھی ملے گا، یہ کام یوں بھی اللہ کو خوش کرنے والا ہے، اور اس کام کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے ہم پر ڈالی ہے، اس کو پورا کرنا ہماری دعوتی ذمہ داری ہے، اور دین کا تقاضہ بھی یہی ہے، اور دوسرا ہمارا ذاتی فائدہ بھی ہے، اور تیسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ ہمارے معاشرے کی اصلاح ہوگی، جب معاشرہ بہتر ہوتا ہے تو خاندان بہتر ہوتا ہے، سب کو فائدہ ہوتا ہے، صرف داعی کو نہیں، بلکہ داعی جس کو دعوت دے رہا ہے، جس کو فائدہ پہنچا رہا ہے، کل کوئی دوسرا اس کا فائدہ پہنچائے گا، یہ تبادلہ ہوتا ہے، جیسے گھر کے افراد ہوتے ہیں، بھائی بھائی ہوتے ہیں، اور ظاہر ہے ہر بھائی دوسرے کو فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا ہے، اس کا تعاون کرتا ہے“۔

ایک امت ایک خاندان

”مسلمانوں کو اللہ نے یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے کہ وہ سب مل کر ایک امت ہیں، اور وہ ایک معاشرہ بنتے ہیں، یہاں تک آتا ہے کہ آپ اگر کسی سے اسلامی رشتہ سے ملنے جاتے ہیں، تو اس میں بھی اجر ملتا ہے، صرف اسلامی رشتہ سے ملنے گئے ہیں، یا اس رشتہ

www.abulhasanalinadwi.org

سے کہ وہ ہمارا اسلامی بھائی ہے، یعنی اس کو اسلامی رشتہ سے بھائی سمجھنا اس پر بھی اجر ہے، جب کہ مغربی تمدن نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ ہمارا اس سے ملنے میں کوئی فائدہ ہے یا نہیں! اگر ہے تو اخلاق برتیں گے، اور اگر نہیں ہے تو اس کو پوچھیں گے بھی نہیں، دنیا میں یہ صورت حال بڑھتی جا رہی ہے مغربی تمدن دین کو بیکار خیال کرتا ہے اس نے دنیا پر اپنا اثر ڈالا ہے اور اس کے اثر سے ہمارا یہ حال ہو گیا ہے کہ ہم اخلاق اس لیے برتتے ہیں کہ اگر ہم اخلاق نہیں برتیں گے تو وہ بھی ہمارے ساتھ اچھے اخلاق کا مظاہرہ نہیں کرے گا، ہم کو ضرورت پڑے گی تو یہ ہمارے کام نہیں آئے گا، ہم کو اس لیے کام کرنا چاہیے تا کہ جب ہم کو ضرورت پڑے تو یہ بھی ہمارے کام آ جائے، یہ ایک طرح کا کاروبار ہو گیا ہے، یہ تجارت ہو گئی، حدیث شریف میں آتا ہے کہ کسی مسلمان سے کوئی مسلمان خالص اسلامی رشتے سے ملنے گیا تو اس کو اجر ملے گا، اس کو ثواب ملے گا، اس لیے کہ اللہ نے سارے مسلمانوں کو ایک کنبہ بنایا ہے، وہ چاہے کہیں رہتے ہوں، لیکن جب وہ بھائی ہیں تو کہیں بھی ہوں، چاہے ہزاروں میل کے فاصلے پر ہوں، بھائی اگر ہزاروں میل کے فاصلہ پر ہو تو کیا وہ بھائی نہیں ہے؟ یہ نہیں ہوگا کہ اگر وہ دور رہتے ہیں تو وہ بھائی نہیں بلکہ وہ کہیں بھی رہیں آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اس طرح مسلمان ایک امت ہیں"۔

عمل کی تلقین

"آدمی کو عمل کی بات تلقین کی جائے، عمل کا معاملہ آخرت سے تعلق رکھتا ہے، جتنا اچھا عمل کریں گے ہماری آخرت اتنی ہی اچھی ہوگی، اور اگر عمل خراب ہو گیا تو آخرت بھی خراب ہوگی، آخرت کوئی ایسی چیز نہیں کہ ہم آخرت کو آنکھوں سے دیکھ لیں، آخرت کو ہم آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے، لیکن آخرت پر ہم کو پورا یقین ہے، کیوں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بتایا ہے، اخرت کی زندگی اس وقت شروع ہوگی جب ہماری دوسری زندگی شروع ہوگی، جب ہم دوسری زندگی میں قدم رکھیں گے، اور سب سے اہم بات کہ ہم آخرت میں کچھ بھی تلافی نہیں کرسکیں گے، دنیا میں ہم کسی عمل کے ذریعہ تلافی

www.abulhasanalinadwi.org

کر سکتے ہیں، لیکن آخرت میں تلافی نہیں کر سکتے، تو اس لیے دونوں باتیں ضروری ہیں، خود عمل کرنا، اور دوسروں کی اصلاح کی کوشش میں لگے رہنا‘‘۔

اہل علم کی ذمہ داری

’’جو اہل علم ہیں وہ معاشرہ پر اثر انداز ہوتے ہیں، دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اس میں اہل علم کا زیادہ اثر ہے، عوام کچھ نہیں کر سکتے، لیکن اگر اہل علم چاہیں تو بہت کچھ کروا سکتے ہیں، اور معاشرہ میں اپنا اہم رول ادا کر سکتے ہیں، اور اس کے لیے آپ کو ایک دوسرے سے ربط و تعلق رکھنا ہوگا، ایک دوسرے سے تعلقات کو مستحکم کرنا ہوگا، ہم آپ لوگوں سے کہہ سکتے ہیں آپ آپس میں ربط رکھیں، مشورہ کرتے رہیں، اس سلسلہ میں ادب کا بھی بڑا اثر پڑتا ہے ادب یعنی بات کو موثر اور اچھے ڈھنگ سے کہنا، آج ادب جن ہاتھوں میں ہے وہ انسانوں کو خراب کر دینا چاہتے ہیں، وہ ادب کو صرف اپنے فائدے کے لیے استعمال کرنا چاہتے ہیں، ہم کو اچھے مقصد کے تحت ادب کو استعمال کرنا ہے، ہم ادب کو ان مقاصد میں استعمال کریں جو انسانیت کی خدمت کے ہیں، جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے، ادب انسانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے، آج صرف تفریح کے لیے استعمال کیا جانے لگا ہے، اس کے لیے آپ کو آگے آنا ہوگا آپ پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے‘‘۔

اورنگ آباد کی دعوت

مہاراشٹر کا عظیم شہر مراٹھواڑہ کا حصہ اور سابق حکومت نظام دکن کا قدیم شہر جو پہلے دولت آباد کے نام سے مشہور رہا ہے اور اس کو محمد تغلق نے بڑی حیثیت دینی چاہی تھی، وہاں کے قلعہ کو فتح کرنا کوئی آسان کام نہ تھا ایک ہی دروازہ تھا لیکن سلطان علاء الدین خلجی کے حصہ میں یہ سعادت آئی کہ ان کے عہد میں یہ فتح ہوا جہاں نقطہ عروج پر چشمہ جاری ہے یہاں کے علماء میں شیخ شہاب الدین دولت آبادی کی ملکوں میں نظیر نہیں ملتی ہے اس کے قریب میں خلد آباد ہے جہاں ایک طرف وسیع اراضی ہے جس میں مدرسہ خانقاہ اور مقبرہ ہے اور اسی میں شیخ برہان الدین غریب آرام فرما ہیں ان کو حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام

www.abulhasanalinadwi.org

الدین اولیاء نے رشدوہدایت کے کام کے لیے بھیجا تھا جن سے ہزاروں مردہ دلوں کو مسیحائی ملی اور ایک طرف بلندیوں پر عظیم احاطہ ہے جس میں مسجد ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی خانقاہ اور مدرسہ تھا وہاں بھی بڑے علماء وصلحاء مدفون ہیں، ایک کونہ پر بوریہ نشین سلطان، احیاء دین وشریعت کا علم بردار بادشاہ، محی الدین اورنگ زیب عالمگیر آرام فرما ہیں، سادہ اور کچی قبر مہبط انوار وسکینت بنی ہوئی ہے معلوم ہوا کہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی جب اورنگ آباد تشریف لاتے تو اس صاحب دل سلطان کو خلدآباد آکر خراج عقیدت پیش کرتے اورنگ آباد کی اہم تاریخی یادگاروں میں اور بھی مقامات ہیں اور ملک عنبر کی بنائی ہوئی مسجد ہے جہاں فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب وتدوین کا کام سلطان محی الدین اورنگ زیب نے لیا تھا آج بھی مرکز علم دین بنا ہوا ہے جامعہ کاشف العلوم اسی مقام پر قائم اور دارالعلوم ندوۃ العلماء کی ممتاز شاخ ہے جس کے ناظم مولانا ریاض الدین فاروقی ندوی ہیں، کئی اردو اخبارات اورنگ آباد شہر سے نکلتے ہیں، کئی تعلیمی ادارے یہاں ہیں، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی یہاں کی دعوت بہ آسانی قبول کرتے ہیں، ممبئی کے قیام کے دوران اچانک جب یہاں کی دعوت ایک خاص تعلق رکھنے والے محمد فیض خسرو نے اپنی شادی کی تقریب کی دی اور مولانا طلحہ ندوی جدہ ان کے بھائی عکرمہ ندوی جن کی چچازاد بہن سے ان کا عقد تھا، اور مولانا جنید فاروقی ندوی وغیرہ نے اصرار کیا تو ایسا محسوس ہوا کہ شاید سفر ہو ہی جائے گا لیکن بنگلور کے لیے سبھی سیٹیں کنفرم ہو چکی تھیں، اس لیے قرعہ فال سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر کے شہر کے بجائے شیر میسور سلطان فتح علی خان ٹیپو شہید کی ریاست کے لیے نکلا، اورنگ آباد کے اہل تعلق کو صدمہ ہوا البتہ کرناٹک کے اہل تعلق کی مراد برآئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

ریاست کرناٹک کے شب وروز

بنگلور کا سفر

۵رجنوری کی صبح بذریعہ ٹرین ممبئی سے بنگلور روانگی ہوئی، لوگ اسٹیشن پر ملنے آتے رہے، کئی بار حضرت مولانا مدظلہ کو ٹرین سے اترنا پڑا، پونہ اسٹیشن پر پروفیسر انیس چشتی صاحب آگئے، وہ پیام انسانیت تحریک سے عرصہ سے جڑے ہوئے ہیں اور اس کے اہم اسپیکر ہیں، اگلے اسٹیشن تک ساتھ رہے، مختلف موضوعات پر گفتگو ہوئی، خاص کر پیام انسانیت کا کام اور اس کے تقاضے اس ناگفتہ بہ حالات میں اور بڑھ جاتے ہیں، یہ دور فتنوں کا دور ہے اور ہندوستان اس وقت جب کہ نئی حکومت ہے اور مسلمانوں پر سخت گیر ہونے کا الزام لگ رہا ہے اسلام کو طرح طرح کے الزامات کا سامنا ہے تو ہماری ذمہ داری بڑھ جاتی ہے شولا پور اور گلبرگہ اسٹیشن پر تو لوگوں کا اتنا ہجوم تھا کہ پریشانی ہوئی، لوگوں کے جذبات کا یہ عالم تھا کہ نعرۂ تکبیر تک کہنے لگ گئے، لوگوں کی درخواست پر حضرت مولانا مدظلہ نے اجتماعی دعا کرائی اور ٹرین اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوگئی، اس کے بعد بھی اسٹیشنوں پر لوگ آتے رہے اور یہ سلسلہ ۱۱ ربجے رات تک جاری رہا، گلبرگہ کا تذکرہ آئے حضرت سید محمد بن یوسف الحسینی معروف بہ حضرت سید شاہ گیسو دراز کا ذکر نہ چھڑے، یہ شیخ وقت تھے، آج گلبرگہ کی پہچان انہی سے ہے، یہ حضرت سید نصیر الدین چراغ دہلی کے خلیفہ تھے جو حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء کے اہم خلفاء میں تھے اور بڑے عالم مفسر قرآن محدث فقیہ عظیم صوفی مرشد و معلم تھے اس دور میں ان کی نسل میں اللہ نے ان کے عکس جمیل کے طور پر حضرت سید شاہ نفیس الحسینی (متوفی ۲۰۰۸ء لاہور) کو کھڑا کیا جنہوں

www.abulhasanalinadwi.org

نے لاہور میں رہ کر ایک طرف اپنی دکان معرفت سے دوائے عشق تقسیم کی اور دوسری طرف وقت کے فتنوں کا اپنے قلم وبیان اور سیف وسنان سے مقابلہ کیا، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے نائب صدور میں ایک نائب صدر اسی خانقاہ گیسودراز کے ایک بزرگ رہ چکے ہیں، وہ تھے حضرت سید محمد الحسینی، وہ بھی وفات پا چکے ہیں۔

پانچ دن بنگلور میں

دوسرے دن صبح یہ قافلہ بنگلور اسٹیشن پہنچا جہاں سید پیری صاحب منتظر تھے، ان کے ساتھ یہ قافلہ جناب ضیاء اللہ شریف کے مکان ''البرکۃ'' پہنچا، بنگلور میں قیام کے دوران حضرت مولانا کا ایک خطاب ۹ رجنوری بروز جمعہ نماز سے قبل مسجد نور میں ہوا، پھر مسجد کے امام وخطیب مولانا صغیر شریف ندوی نے جمعہ کا خطبہ دیا اور نماز پڑھائی۔

خطاب جمعہ

حضرت مولانا دامت برکاتہم نے فرمایا:

محترم بزرگو، دینی وایمانی بھائیو!

''اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام اور کرم ہے کہ اس نے اجتماعی نظام قائم کرنے کے لیے اور اجتماعیت پیدا کرنے کے لیے مسجد جیسی جگہ عطا فرمائی، حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جو جگہ پسند ہے وہ مسجد ہے اور جو جگہ سب سے زیادہ ناپسند ہے وہ بازار ہے "أحب البلاد الی اللہ مساجدھا وأبغض البلاد الی اللہ أسواقھا" (مسلم) جہاں ہم دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے جاتے ہیں، یوں تو آدمی نماز کہیں بھی پڑھ لے نماز تو ہو جائے گی لیکن وہ ثواب جو اس کو مسجد میں پڑھنے میں حاصل ہوتا وہ شاید نہ ملے''۔

نماز دل کو صحیح کرتی ہے

''نماز کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بہترین عبادت قرار دیا ہے، اور اس کا اندازہ اس

www.abulhasanalinadwi.org

بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ جب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو خوب ستایا گیا اور پریشان کیا گیا تو اللہ کی طرف سے حکم ہوا "كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ" (النساء،۷۷) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نماز پڑھتے رہو، جو ظلم کر رہے ہیں ان کے ظلم کا جواب نہ دو، کیوں کہ عربوں کا مزاج تھا کہ وہ اپنی شکست برداشت نہیں کر سکتے تھے، انتقام لینا ان کی عادت بن گئی تھی اور اس کے لیے ہر وقت وہ تیار رہتے تھے، وہ تکلیف برداشت نہیں کر سکتے تھے، لیکن اللہ کے لیے برداشت کرنا تھا، اور اللہ بھی دیکھنا چاہتا تھا کہ بندہ میری رضا کے لیے اور میری خوشی کے لیے کیا کچھ کر سکتا ہے، سب سے بڑی تکلیف انسان کے لیے دل کی تکلیف ہے، دل کے خلاف وہ برداشت نہیں کر پاتا ہے، دل عجیب چیز ہے، اللہ نے انسان کے جسم میں دل رکھا ہے، اس سے بہتر کوئی عضو نہیں ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

" ألا ان في الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله ألا وهي القلب "(بخاری)۔

(ترجمہ) "جسم انسانی میں خون کا ایک ٹکڑا ہے، اگر وہ درست ہو گیا تو پورا جسم صحیح ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو پورا جسم خراب ہے اور وہ دل ہے"۔

"آپ اور ہم سب دیکھتے ہیں کہ انسان سب کچھ برداشت کر لیتا ہے، لیکن دل کی تکلیف برداشت نہیں کر پاتا ہے، اور دل کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے کے لیے تیار ہو جاتا ہے، اللہ نے نماز رکھی ہے، اس میں آدمی دل کو اللہ کی طرف متوجہ کرتا ہے، اور دل کے اندر وہ کیفیت پیدا کرتا ہے جو بندگی کی کیفیت ہوتی ہے، اور اس کے لیے اللہ نے ایک جگہ بھی متعین کی ہے، وہ جگہ مسجد ہے، وہاں اور کوئی کام نہیں ہے، حتیٰ کہ خرید و فروخت کا کام بھی مسجد میں نہیں ہو سکتا، دنیاوی معاملات مسجد میں نہیں ہوتے ہیں، وہاں صرف دینی کام، دینی معاملات ہی ہو سکتے ہیں، صرف نماز ہی نہیں بلکہ اور بھی دینی کام، دینی معاملات ہوتے ہیں، تا کہ مسجد اللہ کی رضا کے لیے اہم ترین جگہ ہو، جو دوسری جگہ نہیں ہو سکتی"۔

www.abulhasanalinadwi.org

مسجد کی خصوصیت اور دو بڑے فائدے

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو مسجد جیسی اہم جگہ عطا فرمائی، مسجد ہی کے ذریعہ مسلمانوں کا شیرازہ مجتمع ہوتا ہے، مسجد میں پانچ وقت کی نماز پڑھتے ہیں سب جمع ہوتے ہیں، ایک دوسرے کے اہل وعیال جمع ہوتے ہیں، شانہ سے شانہ ملا کر کھڑے ہوتے ہیں، اس میں نہ امیر کا فرق ہوتا ہے نہ غریب کا، نہ بادشاہ کا نہ محکوم کا، مسجد میں پہونچ کر سب اللہ کے بندے اور خالص اللہ کے بندے ہوتے ہیں، مسجد میں آکر صرف ایک ہی رشتہ ہوتا ہے، اور وہ رشتہ بندگی کا رشتہ ہوتا ہے، باہر نکل کر بہت سے رشتے بن جاتے ہیں غریب وامیر کا رشتہ بن جاتا ہے، غریب الگ ہے، امیر الگ ہے، حاکم الگ ہے، محکوم الگ ہے، دینے والا الگ ہے، لینے والا الگ ہے، باہر نکل کر یہ سب رشتے ہو جاتے ہیں، لیکن مسجد میں صرف ایک ہی رشتہ ہوتا ہے اور ہونا چاہیے، اور وہ رشتہ صرف بندگی کا رشتہ ہے، سب اللہ کے بندے ہیں، سب اس کی عبادت کے لیے جمع ہوئے ہیں، سب کا مقصد ایک ہے، غریب کو امیر دیکھتا ہے، امیر کو غریب دیکھتا ہے، سب کو اللہ نے جسم کے ساتھ جمع کیا ہے، لیکن یہ بات ہم پر چھوڑ دی کہ ہمارے دل بھی اکٹھا ہیں کہ نہیں"۔

اتباع سنت میں ہماری ترقی ہے

"یہ زندگی اللہ نے ہم کو آزمائش کے لیے دی ہے، ہماری زندگی کی آزمائش اللہ کرنا چاہتا ہے، کیوں کہ اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے، جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے، ہزاروں سال، لاکھوں سال، کروڑوں سال بلکہ نہ ختم ہونے والی مدت تک چلے گی، وہاں موت نہیں آئے گی، آدمی جیسے عمل کر کے وہاں جائے گا ویسے ہی اس کے اثرات وہاں مرتب ہوں گے، اگر اچھے اعمال کیے ہیں تو اچھے اثرات مرتب ہوں گے، اور اگر برے اعمال کیے ہیں تو برے اثرات مرتب ہوں گے، جیسے دنیا میں کوئی بری چیز کھالے تو وہ بیمار پڑ جائے گا، اور بسا اوقات اس بیماری سے اس کو شفا بھی نہیں ملے گی، اور کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہی بیماری اس کی

www.abulhasanalinadwi.org

موت بن جاتی ہے، اسی طرح اگر اس کے اعمال اچھے نہیں ہیں تو اندرونی طور پر اس کے اچھے اثرات مرتب نہیں ہوتے، البتہ وہ دکھائی نہیں دیتے ہیں، لیکن آدمی کو اس کے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جیسے دنیا میں اگر وہ ڈاکٹر یا حکیم کو دکھا کر علاج نہ کرائے تو وہ بیماری بڑھتی جائے گی، وہ مرض بڑھتا جائے گا، اور اس کو بہت نقصان اٹھانا پڑے گا، اسی طرح انسان جو برے اعمال کرے گا اس کے اثرات اس کے دل پر پڑیں گے اور اسی دل کے ساتھ وہ آخرت میں جائے گا وہاں وہ ظاہر ہو جائیں گے وہ خود بھی محسوس کر لے گا جس طرح دنیا میں اس کو اپنے جسم کی فکر تھی اور اس کے بارے میں وہ فکرمند اور بے چین رہتا تھا اور اس کے لیے دوڑ دھوپ کرتا تھا لیکن دل کے لیے اس کو فکر نہیں تھی یہ زندگی اللہ نے آزمانے کے لیے دی ہے یوں تو اللہ کو سب معلوم ہے سب جانتا ہے ساری چیزوں سے وہ واقف ہے لیکن وہ ہر چیز کو ظاہر کر دینا چاہتا ہے کہ انسان بعد میں کوئی اعتراض نہ کرے اللہ نے آخرت کے مقابلہ دنیا کی زندگی بہت ہی کم رکھی ہے اس دنیا کی حیثیت کچھ بھی نہیں بہت چھوٹی سی زندگی ہے جیسے دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی امتحان ہوتا ہے دو تین گھنٹے کا، سارا مسئلہ اسی کا ہوتا ہے اگر اس میں تیاری نہیں کی تو فیل ہو جائے گا سارا دارومدار اسی ایک امتحان پر ہوتا ہے وہ دو تین گھنٹے انسان کی زندگی کا فیصلہ کرتے ہیں اگر پاس ہو گیا تو آگے درجہ ملے گا اور اگر ناکام ہو گیا تو اسی میں پڑھنا ہوگا اسی طرح آخرت کا مسئلہ ہے اگر دنیا میں ہم نے مکمل طور سے اپنی زندگی کو صحیح رخ پر نہیں ڈالا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کی اور جو راستہ اللہ تعالیٰ نے بتایا اس پر نہیں چلے تو خسارہ ہی خسارہ ہوگا"۔

اللہ تعالیٰ دل کو دیکھتا ہے

"آج ہمارا حال یہ ہو گیا ہے کہ ہم صرف جسم کو دیکھتے ہیں ہمارا جسم ٹھیک ہو ہمارے اعضاء ٹھیک ہوں ہم کو کسی طرح کی پریشانی نہ ہو لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے دل کو دیکھتا ہے اس نے دنیا میں ہم کو ساری چیزیں مہیا کی ہیں اب وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم کس حد تک اس کی مرضیات پر چلتے ہیں اپنے دل کی اصلاح کس حد تک کی اللہ کہتا ہے ڈرو اس دن سے

www.abulhasanalinadwi.org

جب تم اس کے سامنے پیش کیے جاؤ گے تمہاری روح نکال لی جائے گی اور یہ جسم بیکار ہو جائے گا کیوں کہ روح کے بغیر یہ جسم بیکار ہے اور قیامت کے دن جس بیماری کے ساتھ ہماری موت ہوگی اسی بیماری کے ساتھ ہماری وہاں پیشی ہوگی اور وہاں سوائے حسرت کے کچھ حاصل نہ ہوگا، کوئی کام نہ آئے گا، کسی کا سہارا نہ ملے گا، کسی جگہ چھپ بھی نہ سکیں گے، اسی لیے دنیا میں اللہ نے پیغمبروں کو بھیجا نبیوں کو بھیجا تعلیمات دیں پورا راستہ بتا دیا کیا چیز اچھی کیا چیز بری ہے سب کچھ بتا دیا اللہ کی نعمت یہ ہے کہ اس نے ہم سب کو مسجد سے جوڑ دیا مسجد ایک کارخانہ ہے جیسے ایک کارخانہ میں سامان تیار ہوتا ہے اسی طرح مسجد میں دل بنائے جاتے ہیں، دل کو سنوارا جاتا ہے اور اس کی اصلاح کی جاتی ہے مسجد میں آنے کے دو بڑے فائدے ہیں ایک تو یہ ہے کہ ہم کو سیکھنے کا موقع ملتا ہے کہ کیا چیز اچھی کیا چیز بری ہے اچھی چیز کو اپنانے کی کوشش کریں اور بری چیزوں سے بچنے کی کوشش کریں دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ہم کو ہمدردی کا موقع ملتا ہے وہاں معلوم ہوتا ہے کہ پریشان ہے کون غریب ہے کس کو کس چیز کی ضرورت ہے اور وہاں ضرورت پوری کرنا کا موقع ملتا ہے، اس لیے میرے بزرگو مسجد سے اپنا رشتہ مضبوط کریں اور آپس میں تعاون پیدا کریں''۔

دارالامور میں قیام اور محاضرہ

جمعہ کو بعد نماز عصر دارالامور روانگی ہوئی اور تقریباً دس بجے وہاں پہنچ گئے، راستہ میں ایک مقام پر غوثیہ مسجد تھوڑی دیر رکنا ہوا، اس مسجد کے امام وخطیب مولوی صفی اللہ ندوی دارالعلوم ندوۃ العلماء کے تعلیم یافتہ اور مدرسہ ضیاء العلوم میدان پور رائے بریلی کے بھی پڑھے ہوئے ہیں، دارالامور میں اس کے ڈائرکٹر جناب عبدالرحمان قمرالدین صاحب، ان کے معاون جناب حاذق ندوی صاحب اور وہاں کے خوشہ چیں جو فضلاء مدارس اور علماء دین ہیں چشم براہ تھے آج اور کل کی رات یہاں قیام کر کے اتوار کو صبح میسور جانے کا پروگرام تھا جس کے داعی مولانا محمد ایوب رشادی ندوی ہیں۔

دوسرے دن بروز اتوار ۱۱ر جنوری کو دارالامور کے بانی جناب ضیاء اللہ شریف بھی

www.abulhasanalinadwi.org

تشریف لے آئے ان کو دو شخصیتوں سے عشق ہے جنہیں انہوں نے دیکھا نہیں ایک سلطان ٹیپو شہید کی شخصیت ہے جن کی شہادت پر انگریز نے کہا تھا ''آج سے ہندوستان ہمارا ہے'' اور دوسری وہ شخصیت ہے جن کی انہوں نے صحبت اٹھائی اور میزبانی کا شرف حاصل کیا، وہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی تربیت ہے، کہتے ہیں: جب حضرت مولانا کی یاد آتی ہے تو کلیجہ منھ کو آنے لگتا ہے، ان کی متعدد کرامتیں بھی بیان کرتے ہیں، ایک کا تعلق اسی دارالامور سے ہے کہ پانی کی بڑی دشواری تھی ہر طرف کوشش کر چکے تھے پھر حضرت سے گزارش کی وہ پھاوڑا لگائیں جہاں انہوں نے پھاوڑا لگایا وہاں کھدائی ہوئی، شریں پانی مل گیا جس سے دارالامور سیراب ہو رہا ہے اس طرح ایک واقعہ حضرت کا اور بیان کرتے ہیں کہ حضرت کو لے کر آگے جانے کا پروگرام تھا اور حضرت کو ٹیپو شہید کی مرقد پر حاضری دینے کا تقاضہ تھا، ہم نے عرض کیا کہ واپسی میں ایسا کرلیں گے حضرت خاموش رہے لیکن ٹھیک وہیں مرقد پر گاڑی خراب ہوگئی، اسکا ٹائر پنکچر ہوگیا حالاں کہ اس کا کہیں سے کوئی گمان بھی نہ تھا جب تک گاڑی صحیح ہوتی حضرت مرقد پر حاضری دے کر واپس آگئے اور آگے کا سفر طے ہوا۔

دارالامور کا قیام اعلیٰ تعلیمی و دعوتی مقصد کے لیے ہے کہ یہاں وقت گزار کر فارغین مدارس مزید استعداد کے حامل بن جائیں اور اپنی اسلامی و دینی شناخت کو بھی باقی رکھیں۔

دارالامور میں طلباء کے سامنے حضرت مولانا کا محاضرہ ہوا، آپ نے اپنے اس محاضرہ میں دینی و دنیوی علم کے فرق کو واضح کیا، محاضرہ سی ڈی سے نقل کرلیا گیا تھا جو پیش خدمت ہے:

اخلاص و فکرمندی

عزیزو! ''یہ چودہواں بیچ ہے، آپ نے تین مہینے کے اندر جب سے یہاں آئے ہیں، اس ادارے کی اہمیت کو دیکھا ہوگا، اور سنا ہوگا، اور جیسا کہ ہمارے حاذق صاحب (مولوی محمد حاذق ندوی) نے آپ کے سامنے بہت ہی مختصر الفاظ میں اس ادارے کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا کہ ہمارے ضیاء اللہ شریف صاحب نے یہ ایک بہت با مقصد کام اپنے ذمہ لیا اور یہ ادارہ قائم کیا، ادارہ قائم کرنا آسان کام نہیں ہے، لوگ دنیاوی ادارے

www.abulhasanalinadwi.org

قائم کرتے ہیں اور تجارتی وکاروباری، اور دوسرے دنیاوی کام بھی ہیں، ان کے لئے ادارے قائم کرتے ہیں اوران میں منافع ہوتا ہے اور جو منافع ہوتا ہے وہ ادارہ کو ترقی دینے میں معاون ہوتا ہے لیکن جو کام دنیاوی مقصد کے لئے نہیں کیا جاتا بلکہ کسی اعلیٰ مقصد کے لئے کیا جاتا ہے تو اس میں کرنے والوں کو مادی فائدے نہیں ہوتے لیکن وہ ایک عظیم مقصد کو پورا کرتے ہیں اور اس میں ان کو اخلاص کے ساتھ اور فکر مندی کے ساتھ لگنا پڑتا ہے آپ دیکھیں گے کہ ایسے ادارے دنیا میں وجود میں آئے جس میں اخلاص اور فکر مندی کا ثبوت دیا گیا تو وہ ادارے کامیاب رہے اور بڑے اچھے نتائج دنیا کے سامنے پیش کیئے''۔

اعلیٰ مخلوق اور اس کی ذمہ داری

''اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک اعلیٰ مخلوق کی حیثیت سے پیدا فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کی مخلوق تو بے شمار ہیں، بہت سی ایسی ہیں جن کو ہم جانتے ہیں اور بہت سی ہیں جن کو ہم نہیں جانتے، چوپائے سے لے کر کیڑے مکوڑے تک سب اللہ کی مخلوقات ہیں اور چوپاؤں میں بھی اقسام ہیں اللہ نے ہر مخلوق کے اندر کوئی نہ کوئی ایسی خصوصیت رکھی ہے کہ جو اس دنیا کی زندگی میں افادیت رکھتی ہے، یہ سارا نظام ایک بنی ہوئی اسکیم کے مطابق چل رہا ہے''۔

اتفاقاً کوئی چیز نہیں

''دنیا والے سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے سب ہماری کوشش سے ہوتا ہے یا اتفاقاً ہوتا ہے، ان کے نزدیک دو ہی شکلیں ہیں ہماری محنت اور کوشش سے ہوتا ہے، یا اتفاقاً ہوتا ہے، حالانکہ یہ دونوں باتیں ایک طریقہ سے غلط ہیں، اتفاقاً کوئی چیز نہیں ہے، اسلئے کہ سارا عالم اور ساری مخلوق ایک اسکیم کے مطابق بنائی گئی ہیں، ان کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ نے ان کی اسکیم بنادی تھی، آپ نے پڑھا ہوگا کہ قرآن مجید میں بار بار ذکر آتا ہے کہ اس کا منصوبہ اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات کے لئے طے کردیا تھا، آپ جانتے ہیں کہ منصوبہ کسے کہتے ہیں؟ اگر آپ کو ایک عمارت بنانی ہو تو آپ ایک انجینئر سے کہیں گے کہ ہمیں ایک

www.abulhasanalinadwi.org

عمارت بنانی ہے، ہمارے گھر والے اتنے ہیں، ہمیں اتنے کمرے چاہیے، اور ضرورت کا سامان چاہیے، وہ انجینئر اسی حساب سے عمارت کا پورا نقشہ بنادے گا، ہر چیز کو طے کریگا کہ اس میں کتنی اینٹیں صرف ہونگی، کتنی سیمینٹ لگے گی، اور کتنی مزدوری لگے گی، پورا حساب بنا کے وہ یہ بھی بتائے گا کہ یہ عمارت کتنے دن میں تیار ہوگی، کتنے پیسے خرچ ہونگے، اس میں ہر چیز طے ہوگی، دیواریں اتنی اونچی ہوں گی، چھت اتنی اونچی ہوگی، اور چھت کی یہ کیفیت ہوگی، یہ سب چیزیں آپ انجینئر سے اسی وجہ سے کہیں گے کہ وہ ان سب چیزوں کو جانتا ہے اور وہ ہر چیز کو مناسب طریقہ سے کرے گا پھر انجینئر خود یا اسکا نمائندہ مزدوروں سے کام لے گا، مزدور کام کررہے ہوں گے، معلوم ہوگا کہ وہ اپنے اختیار سے کام کررہے ہیں لیکن وہ اپنے اختیار سے نہیں کررہے ہونگے، نگراں کے ماتحت کام کررہے ہیں وہ کچھ بھی گڑ بڑ کریں گے تو وہ کہے گا کہ کیوں ایسا کیا، تمہیں اینٹ اس طرح لگانی چاہیے تھی، اس طرح کیوں لگائی، اس لئے کہ وہ پہلے ہی ذمہ دار بن چکا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پوری کائنات کا نظام پہلے ہی طے کردیا تھا''۔

''قرآن مجید میں آپ دیکھ لیجئے صاف صاف آتا ہے: ''مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ''(سورۃ انعام:۳۸) کتاب میں ہم نے کچھ نہیں چھوڑا، اور وہ کتاب کیا ہے؟ کتاب کا مطلب کیا ہے؟ کتاب کا مطلب صرف کاغذ کی کتاب نہیں، بلکہ طے کردینا، اسی لئے قرآن مجید میں طے کردینے کیلئے ''کَتَبَ یَکْتُبُ '' کا لفظ آیا ہے، ''الصلاۃ المکتوبہ'' کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب کاغذ پہ لکھی ہوئی نماز نہیں، بلکہ طے کردہ نماز ہے، '' کتب اللہ'' اللہ نے لکھ دیا، اللہ نے کاغذ پہ لکھا ہے؟ نہیں بلکہ طے کردیا ہے، تو'' الکتاب '' کیا ہے؟ جس کا ذکر قرآن مجید میں جگہ جگہ آتا ہے، جو اللہ نے پلان طے کردیا، جو اسکیم طے کردی، اور جو چیز بھی موجود ہے یہ اللہ کی بنائی ہوئی اور اس کی طے کردہ ہے، جو چیز بھی ہے اس کو اللہ نے علم کے لفظ سے واضح فرمایا ہے، علم کہتے ہیں حقیقت کے مطابق واقفیت حاصل کرنے کو، اور جو حقیقت کے مطابق نہیں ہے بلکہ اندازے اور غور وفکر سے ہے اس کو قرآن مجید میں ''ظن'' کہا گیا ہے''۔

www.abulhasanalinadwi.org

علم اور ظن میں فرق

''ظن اور علم میں یہی فرق ہے، ہم غور کریں تو اکثر معلومات ظن ہیں، علم نہیں ہیں، حقیقت کے مطابق سوچنا، حقیقت کے مطابق جاننا، یہ علم ہے، اسی لئے قرآن میں آتا ہے، ''اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ'' (سورۃ فاطر: ۲۸) اللہ تعالی سے کون لوگ ڈر تے ہیں جو علم رکھتے ہیں، کیا علم رکھنے والے سب اللہ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے کہا کہ ایک صاحب قرآن کے بڑے عالم ہیں انھوں نے فلاں سند حاصل کی ہے لیکن وہ اللہ سے اتنا نہیں ڈرتے جتنا ڈرنا چاہیئے''۔

''اس حقیقت سے بخوبی آپ واقف ہیں کہ یہ آگ آپ کو جلا دے گی آپ کو اس کا علم حاصل ہے، اس آگ کی صفت کا علم آپ کو معلوم ہے کہ آگ جلا دیتی ہی لیکن جہنم کی آگ کا ذکر آتا ہے تو آپ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، اس لیے کہ اسمیں آپ علم کے دائرہ میں نہیں رہ سکے، آپ ظن کے دائرہ میں ہیں، لیکن حقیقت حقیقت ہے، آپ جانیں یا نہ جانیں، ساری کائنات ساری مخلوق اللہ نے پہلے ہی سے طے کر دی تھی اور یہی نہیں بلکہ سب چھوٹی بڑی چیزیں پہلے ہی سے طے کر دی تھی اور جو طے کر دی تھی وہ اپنے علم کی بنا پر طے کی تھی، جو کچھ ہے وہ اللہ کے علم کے اندر داخل ہی، اللہ کا علم کسی کے وجود کے لیے کافی ہے جو بھی چیز ہے وہ اللہ کے علم میں سے ہے، اللہ ماضی کو بھی جانتا ہے، مستقبل کو بھی جانتا ہے، حال کو بھی جانتا ہے، اللہ کے سامنے ماضی حال اور مستقبل یکساں ہے، قیامت کا حال جو اللہ بیان کرتا ہے وہ اسی طرح بیان کرتا ہے جیسے ماضی کا حال ہو اس لیے کہ وہ ماضی کو بھی دیکھ رہا ہے اور مستقبل کو بھی وہ دیکھتا ہے، وہ جانتا ہے کہ یہ شخص کیا کرے گا، اسکا نتیجہ کیا ہوگا، پھر قیامت میں اس کے ساتھ کیا پیش آئے گا، سب اللہ کو پہلے ہی سے معلوم ہے، اللہ نے اس انسانی مخلوق کو بہت اعلیٰ مخلوق بنایا ہے یعنی اس کی جو خصوصیات ہیں صفات ہیں دوسری مخلوقات سے زیادہ ہیں بہتر ہیں جیسے عالم عالم میں فرق ہوتا ہے ایک کم علم رکھنے والا عالم ہے ایک زیادہ علم رکھنے والا عالم ہے تو فرق ہوگا ہی، اسی طرح مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے فرق رکھا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے دوسری مخلوقات انسانوں کی ضرورت کے لیے پیدا کی گئی ہیں، کیوں کہ اللہ نے اس دنیا کی زندگی ہم کو عطا فرمائی تا کہ ہمارا جائزہ لے کہ ہم اللہ کو کتنا مانتے ہیں، ظاہر ہے کہ ہم اللہ کو ٹھیک سے جانتے ہیں تو ہم کوئی بات اس کی مرضی کے خلاف نہیں کریں گے، کوئی آفسر آجائے، پولس انسپکٹر آجائے تو اس کے سامنے آپ کوئی ناگوار بات کریں گے؟ نہیں کریں گے، ڈر کے مارے کہ ہمیں سزا مل جائیگی، اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے جو زندہ کرتا ہے مارتا ہے جلاتا ہے اور ہر چیز اس کے اختیار میں ہے، وہ سزا دے سکتا ہے، ہم اس سے کیوں نہیں ڈرتے؟ ایک سپاہی سے ڈرتے ہیں اللہ سے نہیں ڈرتے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو اللہ کی عظمت اور اسکی قدرت کا صحیح علم نہیں ہے اور ہم ظن پہ چل رہے ہیں“۔

اللہ انسان سے کیا چاہتا ہے

”اللہ نے انسان کو وہ صلاحیتیں دی ہیں جو اور مخلوقات کو نہیں دیں اس لیے کہ اللہ نے اور مخلوقات کو انسان کی ضرورت کے لیے پیدا فرمایا لیکن انسان کو اپنی اسکیم کے مطابق پیدا فرمایا یعنی کہ وہ اللہ کا بندہ ہو کر دکھائے اللہ کی بات کو مانے اللہ کی بات کو چلائے جیسے آپ کسی کام کے لیے کسی کو مقرر کرتے ہیں اجرت پر یا بغیر اجرت کے، آپ دیکھیں گے کہ اس نے کام کتنا کیا، مزدور لگایا آپ نے صبح سے شام تک اس لیے کہ وہ دیوار اٹھائے لیکن مزدور بجائے دیوار اٹھانے کے کنکر جمع کرتا رہا اور زمین کو صاف کرتا رہا دوسرا کام کرتا رہا تو شام کو جب اجرت کا مسئلہ آئے گا تو آپ کہیں گے کہ ہم کس کام کی اجرت دیں دیوار تو بنی نہیں، ہم نے دیوار بنانے کے لیے رکھا اور تم نے اپنی مرضی سے کام کیا، دیوار نہیں بنائی، تو اللہ نے ہم کو کیوں پیدا کیا؟ زمین پر ہم کو کیوں رکھا؟ اور یہ عمر کیوں دی؟ اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اللہ نے ہم میں جو خصوصیت رکھی ہے اور مخلوقات کے مقابلہ میں اس کے لحاظ سے اللہ ہم سے کام لینا چاہتا ہے اور مخلوقات کے لئے جو خصوصیات دیں، ہماری ضرورت کے لیے دیں اور وہ سب ہماری ضرورت پوری کر رہے ہیں، گائے کو آپ نے پال رکھا ہے وہ آپ کی نافرمانی نہیں کرتی بلکہ وہ تیار رہتی ہے جب چاہے آپ اس کو

www.abulhasanalinadwi.org

اٹھائیے اور اس سے کام لیجئے آپ کے جانور جتنے ہیں وہ سب آپ کی خدمت کے لئے تیار ہیں، بیٹھے رہیں گے ان کو کوئی کام ہی نہیں کرنا ہے، اگر چارہ ہوگا تو وہ کھاتے رہیں گے، نہیں ہوگا تو بیٹھے رہیں گے، انتظار میں رہیں گے کہ آپ جب چاہیں ان کو اٹھائیں، ان پر سامان لادیں، ان کو لے جائیں اور وہ انکار نہیں کریں گے کیوں کہ اللہ نے ان کو اسی لئے پیدا کیا کہ وہ انسان کی ضرورت کو پورا کریں، وہ پورا کر رہے ہیں، اللہ نے ان کی طبیعت میں یہ بات رکھ دی ہے کہ وہ انسانوں کی بات مانیں اور اللہ نے ہم کو اختیار دیا ہے وہ ہمارا امتحان لینا چاہتا ہے، وہ چاہتا ہے کہ ہمیں اختیار ہونے پر ہم اللہ کی فرماں برداری کرتے ہیں یا نہیں، جانوروں میں اختیار ہی نہیں ہے، انسان کو اللہ نے اختیار دیا ہے، وہ چاہے تو بد تمیزی کی بات کر سکتا ہے اللہ کی شان میں گستاخی کر سکتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ اس کو گستاخی سے روک نہیں سکتا؟ روک سکتا ہے، انسان کی جس خصوصیت کو اللہ تعالیٰ جب چاہے سلب کر لے، لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کو آزمائے کہ انسان ہماری اطاعت جان بوجھ کر کرتا ہے یا نہیں، بے جانے تو سب کرتے ہیں لیکن انسان کو اللہ نے اختیار دیا ہے کہ وہ جان بوجھ کر ہماری اطاعت کرتا ہے یا نہیں کرتا، ہم کو بڑا مانتا ہے یا نہیں مانتا، انہیں عقل دی ہے اور علم دیا ہے کہ اللہ ساری کائنات کا خالق و مالک ہے، یہ علم ہمیں حاصل ہے اور عقل بھی اللہ نے ہمیں دی ہے جس سے ہم اس کا فائدہ اور نقصان سمجھ سکتے ہیں پھر ہم کیوں نہیں کرتے، ظاہر ہے ہم اپنی خواہش نفس کی وجہ سے نہیں کرتے، اللہ نے ہم کو پیدا کیا اور قوت دی تا کہ ہم ثابت کریں کہ ہم اللہ کے فرماں بردار بندے ہیں، اور اللہ نے صاف صاف بتایا ہے کہ ہم آخرت میں اس کا حساب وقت پر لیں گے، کام تم نے کیا کہ نہیں کیا، مزدور نے کام کیا کہ نہیں کیا، وہ بیٹھا رہا، اجرت مانگتا ہے آپ دیں گے یا نہیں دیں گے؟ تو آخرت میں اللہ اس زندگی کا حساب کرے گا، اللہ نے انسان کو آزمانے کے لیے یہ زندگی دی ہے"۔

ایمان کے تقاضے

"اللہ پر، رسول پر اور یوم آخرت پر ایمان لانا یقین کرنا یہ ایمان کی بات ہے اور

www.abulhasanalinadwi.org

اسی سے انسان مؤمن ہوتا ہے اور اگر اس بات کی طرف دھیان نہیں ہے اور اس بات کو نہیں مانتا تو وہ مؤمن نہیں کافر ہے، وہ منکر ہے، مؤمن وہ ہے جو اس پر عقیدہ رکھتا ہو، یقین کرتا ہو اور مانتا ہو، یقین اس لئے رکھتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے بتانے کے مطابق ہمیں بتایا ہے، اللہ کے رسول پر ایمان لانا کہ اللہ کے رسول کا رابطہ اللہ سے براہ راست رہا ہے اور اسی طرح آخرت کو ماننا کہ وہاں جزاء وسزا ہوگی، یہی ایمان کی باتیں ہیں، یہ ہے ایمان والا، آپ کو جس مقصد کے لئے اللہ نے دنیا میں بھیجا ہے اس مقصد کو پورا کرنا ہے، نہیں پورا کریںگے تو اس کا جو نتیجہ ہے وہ ظاہر ہوگا، یہ ایمان وکفر کی بات ہے، اللہ نے انسان کو جو صلاحیتیں دی ہیں اس سے کام لے کر اس کو یہ زندگی بھی عافیت اور صحت کے ساتھ گزارنی ہے اس کے لئے اللہ نے بڑا انتظام کیا ہے کہ دنیا میں ساری چیزیں رکھی ہیں، جن سے ہم فائدہ اٹھا کر اچھی اور خوشگوار زندگی گزار سکتے ہیں اور ہم مقصد کے مطابق کام کر سکتے ہیں جیسے آپ مزدور رکھیں گے اس کو پیاس لگے گی تو اس کے لئے پانی مہیا کریں گے اور اس کے لئے بیٹھنے اٹھنے کا انتظام کریں گے، اللہ نے یہ چیزیں مقصد کے طور پر نہیں دی ہے بلکہ وسیلے کے طور پر دی ہے دنیا کی ساری راحتیں اور ساری چیزیں یہ وسیلے کے طور پر ہیں یہ نقص نہیں ہیں، یہیں سے فرق ہو جاتا ہے مومن اور غیر مومن کا، مومن ان چیزوں کو وسیلہ سمجھتا ہے، اس نے ان کو مقصد بنا رکھا ہے وسیلہ نہیں اگر مقصد بنا رکھا ہے تو جو مقصد ہے وہ غائب ہو گیا اس کے لئے آخرت کا مسئلہ ہے نہ اس کو اللہ کے سامنے حاضری دینی ہے نہ اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اس لئے کہ اس نے وسیلہ کو مقصد بنالیا اور وہ مطمئن ہو گیا وسیلہ حاصل ہو گیا تو گویا اس کو مقصد حاصل ہو گیا''۔

''یہی فرق ہے ایمان اور غیر ایمان کا، ایمان والا دنیا کی ساری راحتوں کو اور ساری چیزوں کو وسیلہ سمجھتا ہے اور جو ایمان نہیں رکھتے وہ انہیں کو مقصد سمجھتے ہیں آپ دیکھئے دنیا کا نظام اس طرح چل رہا ہے؟ جو ایمان والے نہیں ہیں وہ دنیا ہی کو مقصد سمجھتے ہیں، دنیا کی راحت کو دنیا کے فائدے کو مقصد سمجھتے ہیں اور جب اس کو مقصد سمجھتے ہیں تو پھر آخرت کا مقصد ختم ہو گیا اور دنیا کا مقصد حاصل ہو گیا، اور جن کے اندر ایمان ہوتا ہے وہ اس کو وسیلہ سمجھتے ہیں دونوں کے

www.abulhasanalinadwi.org

درمیان فرق ہوتا ہے اور اس طرح ایمان والوں کو صرف آخرت کی فکر رہتی ہے"۔

فکر بنیادی چیز ہے

"دنیا کی کوئی بھی تہذیب ہو وہ ایک فکر رکھتی ہے، فکر بنیادی چیز ہے، اسلامی فکر الگ ہے غیر اسلامی فکر الگ ہے، اسلامی فکر کیا ہے؟ یعنی کوئی چیز اتفاقی نہیں ہے سب اللہ کی طے کردہ ہے اور اللہ کے علم میں ہے دو چیزیں ہوئیں اللہ کے علم میں ہونا اور اللہ کا طے کردہ ہونا تو اس نے بڑے پیمانے پر سب چیزوں کو طے کر دیا اس نے اپنی کتاب جو اس نے اپنے نبیوں پر اتاری اس میں ساری چیزیں لکھ دیں کہ انسان کو نعمتیں اور لذتیں کیوں دی ہیں تا کہ آزمائے اس لئے نہیں کہ اللہ کو ضرورت ہے اللہ کو نہ ہمارے ایمان کی ضرورت ہے نہ ہمارے اعمال کی ضرورت ہے اللہ کو کیا چاہئے اللہ کے پاس سب کچھ ہے اللہ تعالی نے ہمیں جانچنے کے لئے نعمتیں دی ہیں کہ ان نعمتوں کے ملنے پر تم اللہ کا شکر ادا کرتے ہو کہ نہیں کرتے، یہیں سے فرق ہو جاتا ہے ایمان اور کفر کا، کافر اسکو اپنی محنت کا نتیجہ سمجھتا ہے اور مؤمن اس کو اللہ کا عطیہ سمجھتا ہے، قرآن مجید نے ان کو بیان کیا ہے، سورہ کہف میں دیکھ لیجئے، سورہ نون میں دیکھ لیجئے اور دوسری سورتوں میں واقعات بیان کئے ہیں"۔

قارون کا انجام

"قارون کا قصہ اللہ نے بیان کیا ہے اللہ نے اسکو بے تحاشہ دولت دی تھی بڑے کارخانے تھے سب کچھ تھا کہ ایک آدمی کے لیے اس کی کنجیاں اٹھانا مشکل تھا، اللہ تعالیٰ صاف صاف پورا قصہ بیان کرتا ہے اور اس کو دیکھ کر لوگ رشک کرتے تھے، وہ اپنے زمانے کا مسلمان تھا، حضرت موسی علیہ السلام کا ماننے والا تھا، یہ اللہ نے کیوں بیان کیا تا کہ اس زمانے کے مسلمان اور قیامت تک آنے والے مسلمان اس بات کو سمجھیں کہ ان سے یہ غلطی ہو سکتی ہے، اس لئے کہ ایک مسلمان سے ایسی غلطی ہوئی تھی اس کو دیکھ کر لوگ رشک کرتے تھے اس کے اعزہ بھی تھے، اس کے ساتھی بھی، کاش کہ ہم کو بھی ایسی دولت ملی

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتی یہ بڑا دولتمند ہے، بڑا خوش قسمت ہے، یہ سب سوچتے تھے اس سے لوگوں نے کہا اللہ نے تم کو اتنی دولت دی ہے، کسی اچھے کاموں میں صرف کرو کچھ لوگوں کی مدد بھی کرو، اس نے کہا! کہ میں نے بڑی محنت کی ہے، حکمت اور تدبیر سے کام لیا ہے، یہ ہماری کوششوں اور ہماری محنتوں سے ہوا ہے بس یہ جملہ اللہ کو ناپسند ہو گیا اللہ کو منظور نہ ہوتا تو ایک ڈھیلہ نہ ملتا آخر اس کا انجام بڑا عبرتناک ہوا اور وہ دھنسا دیا گیا اس کی دولت اس کے کچھ کام نہ آئی، وہ بھی گیا اس کی دولت بھی گئی، یہ ان کی مثالیں ہیں جن کے اندر بڑی صلاحیت ہے بڑے عقلمند ہیں بڑے کارگر ہیں لیکن کچھ کامیاب نہیں! اور کبھی معمولی صلاحیت کے لوگ بہت اونچی سطح تک پہونچ جاتے ہیں اور کامیاب ہو جاتے ہیں، اس کی مثالیں بار بار دیکھنے کو آتی ہیں، معلوم ہوا کہ کلی طور پر ہمارے اختیار میں کچھ نہیں، ایک حد تک اللہ نے ہمیں اختیار دیا ہے باقی ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا تو اللہ کو اس کی بات ناپسند ہو گئی، اللہ کے لئے کیا مشکل ہے، رات کو زمین دھنس گئی اور سب زمین کے اندر گھس گیا"۔

جو کچھ ہے اللہ کے فضل سے ہے

"یہ واقعہ کوئی ایک واقعہ نہیں کہ تاریخ میں ایک مرتبہ نہیں ہوا، کسی ایک مقام پر نہیں ہوا، کئی جگہ ہوا ہے، زلزلے کیا ہیں؟ بعض بعض علاقے نقشے سے مٹ گئے، ہندستان میں کئی مرتبہ اخبار میں پڑھا ہوگا، ممبئی میں کئی منزلہ عمارتیں زمین میں دھنس گئیں، سنامی نے ساحلی سمندری علاقوں میں کیا غضب ڈھایا، پھر یہ تباہی لانے والے آندھی طوفان اور سیلاب کیا ہیں؟ اللہ کی پناہ چاہنی چاہیے، واقعات ہمیں معلوم ہیں جو اخبار میں آتے تھے کئی کئی منزلہ عمارت زمین میں دھنس گئیں ہم سمجھیں کہ ہم کو جو کچھ حاصل ہے، وہ اللہ کے فضل سے حاصل ہے، ہمیں اسکا شکر ادا کرنا چاہئے اسکا شکر کیا ہے؟ اسکی اطاعت اسکا حکم ماننا ہوگا، ہم اللہ کے مطیع اور فرمانبردار بندے بنیں اللہ کے انکار کرنے والے اور اللہ کے ناشکرے بندے نہ بنیں اللہ کو ہماری عبادت کی ضرورت نہیں، ہماری اطاعت کی ضرورت نہیں، لیکن وہ جاننا چاہتا ہے کہ ہم نالائق ہیں یا لائق، کہتے ہیں یہ لڑکا بڑا نالائق ہے کیا

www.abulhasanalinadwi.org

مطلب نالائق کا؟ یعنی یہ صحیح کام نہیں کرتا بات نہیں مانتا یہ نالائق ہے، اللہ یہ دیکھنے کے لیے کہ کون بندے لائق ہیں اور کون بندے نالائق ہیں؟ اسکے لیے اللہ نے ہم کو یہ زندگی دی ہم کو یہ سارے وسائل دیئے، یہ سارے ذرائع دیئے تاکہ ہم صحت کے ساتھ رہ کر یہ ثابت کریں کہ ہم اللہ تعالی کے لائق بندے ہیں یا نالائق، اب یہ کہ اللہ نے ہمیں اختیار دیا ہے۔ فرمایا کہ ہم نے زمین میں نعمت کے طور پر جو چیزیں رکھی ہیں تمہارے لیے ہیں تم انہیں استعمال کرو لیکن اگر اطاعت کے ساتھ استعمال کرو گے تو آخرت میں بھی ملے گا اور اطاعت کے ساتھ استعمال نہیں کرو گے تو آخرت میں نہیں ملے گا، یہاں اللہ نے مومن اور کافر کو ان وسائل میں برابر رکھا ہے یہ وسائل مومن کو بھی حاصل ہیں، اور کافر کو بھی حاصل ہیں، جو بھی محنت کریگا وہ ان وسائل کو حاصل کر لے گا اور ان وسائل کا فائدہ اٹھائے گا، فرق کیا ہے؟ مومن ان وسائل سے فائدہ اٹھائے گا ایمان کے ساتھ، تو آخرت میں اللہ تعالی اس کو نوازے گا لیکن جو یہاں نالائقی کے ساتھ ان وسائل کو اختیار کرے گا تو ان وسائل کا فائدہ تو اسکو دنیا میں ہوگا لیکن جب آنکھ بند ہوگی تب اسکو پتہ چلے گا کہ نالائقی کا کیا نتیجہ ہے، اپنے بڑے کے ساتھ نالائقی کرے، بیٹا باپ کے ساتھ نالائقی کرے، باپ سزا دے سکتا ہے، باپ ناراض رہے گا، اگر لڑکا لائق ہے تو اس سے اس کا باپ خوش رہے گا"۔

حکومتیں ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہتیں

"اللہ کے معاملے میں اگر کوئی نالائق ہو تو اللہ کی سزا کتنی بڑی ہو سکتی ہے، یہ سوچیے، اور لائق ہو تو اللہ کی طرف سے اسکو کتنا انعام مل سکتا ہے، جس کے اختیار میں سب ہے، جس کے پاس سب کچھ ہے تو مومن اور کافر کا یہ فرق ہے، اب مسئلہ یہ ہے کہ یورپ میں پہلے بت پرستی تھی، شرک تھا، اسکے بعد وہاں عیسائیت آگئی، پورا یورپ عیسائی ہو گیا، اور عیسائیت نبی کا مذہب تھا، انہیں ان لوگوں نے فرق کر کے اسکو بگاڑ لیا، اسکے بعد اللہ کے رسول ﷺ تشریف لائے، مذہب کی سچائی کو بتایا اور اس کی بگڑی شکل کو درست کیا اور اسکی صحیح شکل متعین کر دی اور اس کو مکمل کر دیا، عیسائیوں کے جو بادشاہ ہوتے تھے راہب اور عیسائی ادباء انہیں کے

www.abulhasanalinadwi.org

ساتھ ہوتے تھے، اور یورپ کے عوام کے ساتھ بہت ظلم ہوا آخر کار وہاں انقلاب آیا، شہنشاہیت کے خلاف کہ وہاں بادشاہوں کا ظلم تھا، شاہی نظام تھا، پوری دنیا میں شاہی نظام تھا، معاملہ یہ ہوتا تھا بادشاہ تو بادشاہ ہوتا ہے موجودہ زمانہ میں پارلیمنٹ ہوتی ہے وہ قانون بناتی ہے اور بادشاہت میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ بادشاہ جو کہہ دے وہی قانون ہوتا ہے، جسکی چاہے گردن اڑادے جسکو چاہے سزادے دے، بادشاہ کی مرضی چلتی ہے، اسی وجہ سے لوگوں پر وہاں ظلم ہوا، وہاں مذہب کے خلاف انقلاب ہوا اور بادشاہوں کے ساتھ ساتھ مذہبی لوگوں کو بھی ختم کردیا، اسلئے کہ مذہبی لوگ بادشاہوں کے ساتھ تھے تو اس طریقہ سے یورپ میں جو انقلاب آیا وہ مذہب کے خلاف انقلاب تھا اور بادشاہوں کے خلاف بھی، اور جمہوری دور شروع ہوا، عوام خوش تھے، کوئی بڑا چھوٹا نہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھی بیچ سے ہٹا دیا، اللہ میاں کو بھی ہم پر اختیار نہیں ہے، مذہب کو عبادت خانے تک محدود کردیا، عبادت کرلو قصہ ختم! باقی اور کوئی ذمہ داری نہیں، یہیں سے بالکل نظام بدل گیا"۔

اسلام کا مزاج مکمل خود سپردگی اور بندگی کا ہے

"ہمارے اسلام کا نظام بالکل الگ ہے، ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں ہماری پوری زندگی اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوَاتِ الشَّیْطَانِ "(البقرۃ:۲۰۸) (اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کی پیروی مت کرنا)۔

اسلام میں مکمل خود سپردگی کا مطالبہ ہے، ہمیں آزاد نہیں چھوڑا گیا ہے، عقائد میں، عبادات میں، معاملات میں، اخلاق میں، یہاں تک کہ افکار، خیالات، رجحانات، سب میں ہمیں اسوۂ نبوی اور دین وشریعت کو سامنے رکھنا ہے اور اس چیز پر ہم کو جزا وسزا ہوگی۔

مغربی فکر آزادی کی فکر ہے

www.abulhasanalinadwi.org

''وہ کہتے ہیں کہ دنیا کے معاملات میں ہم آزاد ہیں اور ہم اپنے معاملات میں بھی آزاد ہیں، کوئی ہم کو ٹوک نہیں سکتا، قانون یہی بنے گا کہ ہر شخص کو اختیار ہے وہ جو چاہے کرے، ہر شخص آزاد ہے، اب آزاد ہو گیا تو کوئی دباؤ نہیں کہ تم گرجا گھر جاؤ، یا نہ جاؤ کوئی فرق نہیں پڑتا اور کوئی ہماری آزادی پر دخل نہیں دے سکتا یہاں سے اسلام اور غیر اسلام میں فرق واضح ہوا، آپ لوگ مسلمان ہیں ماشاء اللہ اسلام کے نمائندے ہیں اور دین کا علم آپ نے حاصل کیا ہے اسلئے آپ کو دوہرا فائدہ حاصل ہے تو ان کے ہاں یہ ہے کہ ہم کو جس میں زیادہ وسائل حاصل ہو جائیں، وہی ہماری زندگی کی کامیابی ہے، ہمارا مقصد پورا ہو جاتا ہے ان کے پیش نظر وسائل ہیں۔ زندگی کے بہتر سے بہتر وسائل، زندگی کو کامیاب بنانے والے وسائل یہ ان کے مقصد ہیں اور ہمارے یہاں نہیں! اسوقت دنیا میں انکی تہذیب غالب آگئی ہے اور ہر جگہ انہیں کی تہذیب ہے اور تہذیب کیا ہے جیسا کہ ہم نے کہا کہ کوئی بھی تہذیب ہو، کوئی بھی کلچر ہو، اس میں ان کی فکر ہوتی ہے۔ ان کی فکر ہے کہ بس اسی دنیا تک ہم رہیں گے اس کے بعد قصہ ختم، کیوں کہ ان کو ایمان بالآخرۃ نہیں ہے اسکے لحاظ سے ان کی ساری تہذیب، سارا عمل اسی دنیا کے دائرے میں رہتے ہوئے ہے، آگے ان کو نہیں سوچنا آگے کی فکر ان کو نہیں کرنی ہے، اس دنیا کے حصول کیلئے ساری محنت ان کو کرنی ہے۔ تعلیمی نظام ہو یا کوئی بھی ہو اسے تو صرف یہ ہے کہ ہمیں یہ دنیا بہتر سے بہتر، عزت کے ساتھ حاصل ہو جائے ہمارا کام پورا ہو جائے، ہمیں اسکے آگے نہیں چاہئے''۔

''اور یہی ان کا پورا نظام ہے، پوری فکر و پوری سوچ اور پوری محنت ہے اور ساری توجہ یہیں تک محدود ہے کہ ہمیں یہ زندگی بہتر طریقہ سے حاصل ہو جائے۔ ٹھیک ہے منع نہیں ہے، ہمارے یہاں مقصد اللہ کی رضا ہے۔ اللہ نے ہمکو جو حکم دیا ہے اسکو ہمیں پورا کرنا ہے اور اللہ نے اسکے ساتھ ساتھ وسائل بھی دیئے ہیں اور اجازت بھی دی ہے کہ ہم وسائل سے پورا فائدہ اٹھائیں لیکن وسائل کو مقصد نہ بنائیں، شریعت میں صاف صاف آیا ہے کہ ہم نے نعمتیں تم کو دیں ہیں، ان کو استعمال کرو، کس نے حرام کیا ہے کہ تم اس کو استعمال نہ کرو،

www.abulhasanalinadwi.org

بے شک اس کا استعمال کرو لیکن فرق یہ ہے کہ ان نعمتوں کو اپنا مقصد نہ بناؤ، ان کو وسیلہ سمجھو، یہ ہماری ضرورت پوری کرنے والی ہیں، ہماری راحت کے لئے ہیں، لیکن ہم کس لئے ہیں؟ ہم آگے کیلئے ہیں۔ ہم ان سے پورا افادہ اٹھائیں گے لیکن اس پر بس نہیں کریں گے، یہ ہمارے لیے ذریعہ ہیں۔ کرنا کیا ہے؟ ہمیں اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گزارنی ہے اور وہ اللہ کا حکم ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے ہم کو بتایا ہے، اور اللہ نے اپنی کتاب کے ذریعہ سے ہم کو بتایا ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں ہم کو جو بتایا گیا ہے وہ ہمارا مقصد ہے اور ہم اپنی عقل سے، اپنی سوچ سے، اپنی فکرمندی سے، تحقیقات سے اور سائنسی معلومات سے جو ہم حاصل کریں گے وہ سب نتائج ہیں اور اسکی ہم کو پوری اجازت دی گئی ہے۔ اسلام میں ہے کہ بہتر سے بہتر وسائل تم اختیار کرو، خوب سوچو تحقیق کرو اور جو بہتر سے بہتر چیزیں تمہیں ملیں حاصل کرو۔ اسلئے کہ اللہ نے تمہارے لئے ہی بنائی ہے، یہ دنیا اللہ نے تمہارے لئے ہی بنائی ہے، دنیا کی نعمتیں اللہ نے تمہارے لئے ہی بنائی ہے انہیں حاصل کرو لیکن انھیں مقصد نہ سمجھو مقصد آگے ہے ان سے تم پورا فائدہ اٹھاؤ لیکن فکر اس بات کی کرو کہ اللہ کی نافرمانی نہ ہو اور اسکا نقشہ اسکی تفصیل اللہ نے اپنے نبی اور اپنی کتاب کے ذریعہ ہم کو بتائی ہیں تاکہ ہم یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم کو معلوم نہیں تھا"۔

دینی مدارس ایک بڑی ضرورت ہیں

"اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے بندوں کا حساب لے گا، اس وقت بندہ یہ نہ کہہ سکے گا کہ ہم کو معلوم نہیں تھا۔ کیوں نہیں معلوم تھا؟ کیا قرآن مجید تمہارے یہاں نہیں تھا؟ حدیث شریف تمہارے یہاں نہیں تھی؟، کیوں نہیں پڑھی تم نے؟ یا کیوں نہیں پڑھنے والوں سے پوچھا؟ اس کے لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ ایک طبقہ ایسا ہو جو قرآن وحدیث تفصیل سے پڑھا ہوا ہو اور یہ صلاحیت اسے حاصل ہو کہ وہ اسے دوسروں کو بتا سکے، اسلئے کہ سب تو پڑھ نہیں سکتے، سب عربی پڑھ لیں، سب قرآن مجید اور حدیث شریف سمجھ لیں، یہ آسان نہیں ہے۔ ایک تعداد ان لوگوں کی ہونی چاہئے جن سے رجوع کیا جا سکے، جن

www.abulhasanalinadwi.org

سے معلوم کیا جاسکے جن سے رہنمائی حاصل کی جاسکے کہ ہم اللہ کو کیسے راضی کر سکتے ہیں، ہم اللہ کی اطاعت کس طرح کر سکتے ہیں۔ جو ہم کو بتا سکے یا تو خود ہم محنت کر کے وہ علم حاصل کریں یا کم از کم ایک تعداد ایسی ہو جس سے ہم پوچھ سکیں اور استفادہ کر سکیں۔ ہمارے دینی مدارس یہ کام پورا کر رہے ہیں تا کہ ایک تعداد ایسی ضرور تیار ہو سکے جو مرجع بن سکے، جیسے ایک تعداد ڈاکٹروں کی ہونی چاہئے، سبھی ڈاکٹر بن جائیں یہ ضروری نہیں، سبھی علاج سے واقف ہو جائیں، سبھی امراض سے واقف ہو جائیں، بہت عمدہ بات ہے اسکی کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں ایک تعداد ہونی چاہئے اطباء کی اور ڈاکٹروں کی کہ اگر ہم بیمار پڑیں تو ہم ان سے علاج کروا سکیں، تو ایک تعداد ایسی ہونی چاہئے علماء کی تا کہ ان سے پوچھ سکیں کہ اللہ کی رضا کس میں ہے؟ اللہ کی اطاعت کس میں ہے؟ آخرت میں ہم کامیاب کیسے ہو سکتے ہیں؟ جب اللہ ہم سے حساب لے گا تو ہم کیسے حساب دیں گے؟ جس طرح ڈاکٹروں کی ضرورت ہوتی ہے، انجینئروں کی ضرورت ہوتی ہے انجینئر بن جائیں بہت ہی عمدہ بات ہے سب انجینئر بن جائیں تو اس کی کوئی ضرورت نہیں اتنے انجینئر ہونے چاہئے کہ کہیں مکانات بنانا ہو، مسجدیں بنانی ہوں تو ہم ان سے مدد لے سکیں، ہمارے دینی مدارس ہیں یہ بھی ایک ضرورت کو پورا کرتے ہیں"۔

علماء اور مشائخ کا کام اور مقام

"یہ ضروری نہیں کہ سب لوگ قرآن وحدیث کا علم حاصل کر لیں، بلکہ ایک تعداد ایسی ہونی چاہئے کہ جن سے ہم رہنمائی پاسکیں، "اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ طَآئِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوْآ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ" (سورہ توبہ:۱۲۱) اسلئے کہ ہمارا مقصد اللہ کو راضی کرنا اور آخرت کو سوارنا ہے اسلئے کہ آخرت کی زندگی نہ ختم ہونے والی زندگی ہے، دنیا کی زندگی کتنی ہے؟ ساٹھ سال ستر سال اسی سال کی زندگی اور اس میں سے بیس پچیس سال تیاری میں گزر

www.abulhasanalinadwi.org

جاتے ہیں اور اس کے بعد بڑھاپا ہوتا ہے، آدمی کو اس زندگی کا مزہ تیس چالیس سال ہوتا ہے اس تیس چالیس میں جو بچ گئے ہیں آدمی مزہ اٹھا لیتا ہے زندگی کا ورنہ اس سے پہلے محنت، تعلیم میں وقت گزر جاتا ہے اور ساٹھ ستر سال کے بعد کچھ کر نہیں سکتا، اصل مزہ چالیس پچاس سال کا ہوتا ہے، ہماری ساری تگ و دو اس چالیس پچاس سال کی ہو کر رہ جائے اور جو اصل مقصد ہے اسکی طرف توجہ نہ کریں؟ یہ کتنی کم فہمی کی بات ہے"۔

عقل معاد کے ساتھ عقل معاش بھی ہونی چاہیے

"ہم جس دنیا میں رہ رہے ہیں ہم کو باعزت زندگی گزارنے کے لیے جن وسائل کی ضرورت ہے ہمیں وہ بھی حاصل ہونا چاہئے، وہ علم سے حاصل ہوتی ہے، اسکا بھی علم ہمیں حاصل ہونا چاہئے، سائنس کا علم ہمیں حاصل ہونا چاہئے، ٹیکنالوجی سے ہمیں واقفیت ہونی چاہئے، تاکہ ہم زندگی کو باعزت طریقے سے گزار سکیں، یہ نہیں کہ ہم بالکل دیہاتیوں کی طرح ہوں، کہ ہمیں کچھ نہیں آتا ہو، ہمیں جامع صفت کا بننا چاہئے اور اصل ان چیزوں سے واقف ہوں، جن سے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکیں اور آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں اور دوسری طرف دنیا میں اللہ نے جو وسائل پیدا کئے ہیں وہ زندگی کو سنوارنے اور زندگی کو بنانے اور ترقی دینے کے لئے یہ بھی ہمیں حاصل ہو سکتے ہیں"۔

دارالامور کی جامعیت اور آپ کی ذمہ داری

"دارالامور کا یہی وہ بڑا مقصد ہے، اسی لئے آپ دیکھیں گے کہ یہاں دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو وہ چیزیں سکھائی جاتی ہیں جو انکو حاصل نہیں ہیں اور حاصل نہیں کر سکے ہیں وہ یہاں حاصل کر لیتے ہیں، اس طریقے سے وہ جامعیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ چیزیں جو زندگی کی ضروریات ہیں جن سے زندگی بہتر طریقے سے بنائی جا سکتی ہے اور عزت کے ساتھ گذاری جا سکتی ہے، اور انسان کو اللہ نے جو عقل دی ہے اور علمی صلاحیت

www.abulhasanalinadwi.org

دی ہے ان کو استعمال کرنے کی جو چیزیں ہیں وہ بھی ہم کو پوری طرح حاصل ہونی چاہیئے، علم میں ہمیں امتیاز حاصل کرنا چاہیئے، سائنس کی ضروری چیزیں ہم کو معلوم ہونی چاہیئے، لیکن اسکو ہم مقصد نہ بنائیں اسکو زندگی کی راحت کا ذریعہ تو بنا سکتے ہیں، لیکن مقصد صرف اللہ کی اطاعت ہو اسکے حکم پر صحیح طور پر چلنا ہو تاکہ آخرت کی وہ زندگی جو نہ ختم ہونے والی ہے، جو کروڑوں اربوں سال اور نہ ختم ہونے والی مدت کی زندگی ہے، وہاں آرام سے رہ سکیں اور اسمیں ہم کو کامیابی ہو لیکن اسکی کامیابی کب ہوگی جب اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلیں گے، اسکا فائدہ ہمیں وہاں ملے گا اور ان علوم کا فائدہ ہم کو اس زندگی میں ہوگا اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس بات کی اجازت دی ہے کہ ہم اس زندگی کو بہتر طریقہ سے سنواریں لیکن آخرت کے مقصد کو بھی سامنے رکھیں اور اسمیں ہم نالائقی نہ دکھائیں بلکہ ہم اللہ کے لائق بندے اور اللہ کے مطیع وفرمانبردار بندے بنیں اسکے لئے جو علم کی ضرورت ہے وہ علم بھی ہم کو حاصل کرنا چاہیے اور اگر ہم کو نہیں آتا تو ہم ان لوگوں سے معلوم کر سکتے ہیں جنہوں نے اس علم کو حاصل کیا ہے، اسکے لئے یہ ادارہ قائم ہوا ہے یہ ہماری اس کمیوں کو پورا کرنے کیلئے قائم ہوا ہے جو تجربائی اور وسائل والی زندگی سے واقفیت کیلئے قائم ہوا ہے، وہ علم ہم حاصل کریں تاکہ اللہ کی اطاعت و بندگی صحیح طور پر کر سکیں، اور آخرت کو سنوار سکیں، یہ دنیاوی علم ہم حاصل کر رہے ہیں تاکہ ہم دنیا کے وسائل کو صحیح طور سے پرکھ سکیں، اور اس سے فائدہ اٹھا سکیں اسلئے مقصدی طور پر آپ کو سمجھنا چاہیئے کہ یہاں آپ دنیاوی مسائل کی معلومات حاصل کرنے آئے ہیں اور اسکا تجربہ حاصل کرنے آئے ہیں اور جو آپ مدارس سے لیکر آئے ہیں وہ مقصد کو پورا کرنے والا اور اللہ کا مطیع ولائق بندہ بننے کا علم ہے وہ بنیادی علم ہے اسلئے کہ اس سے آپ کو کروڑوں اربوں سال ہی نہیں لامتناہی زندگی کا واسطہ پڑے گا وہاں آدمی کوئی اور صورت اختیار نہیں کر سکتا وہاں نتیجہ ہی کو دیکھنا پڑیگا اسلئے یہاں جو چیزیں سکھائی جارہی ہیں ان کو آپ صحیح طور پر حاصل کریں اور پھر ان سے جو فائدہ اٹھا سکتے ہیں وہ فائدہ اٹھائیں لیکن اپنے ذہن میں مقصد کو سامنے رکھیں اور جو مقصد ہے اسکے لئے دو چیزیں ہیں

www.abulhasanalinadwi.org

ایک خود عمل کرنا دوسرا یہ ہے کہ دوسروں تک اس بات کو پہونچانا اور دوسروں کو اسکی طرف راغب کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطاب فرمایا تھا تو اسمیں ضروری باتیں بتائیں اور فرمایا کہ جو یہ باتیں سن رہے ہیں وہ دوسروں تک بھی پہونچائیں، یہ بھی ذمہ داری ہے دوسروں کو عمل کی طرف راغب کرنے کیلئے تھوڑی صلاحت کی ضرورت ہے، وہ صلاحیت یہ ہے کہ آپ کی معلومات بھی اچھی ہو، آپ کو بات کرنے کا سلیقہ بھی ہو، اور آپ ضرورت کو دیکھے کہ کہاں کس چیز کی ضرورت ہے، کس طرح سے اس کو انجام دیا جاسکتا ہے، اور ہماری جہاں تک معلومات ہے دارالامور میں اسکی بھی تربیت ہوتی ہے، اور اسکا بھی انتظام ہوتا ہے، کہ طلباء جائیں لوگوں سے ملیں ان کو سکھائیں اور بتائیں یہ دعوتی کام بھی ہورہا ہے، اور اسکے ساتھ ساتھ سائنس کی ضروری تعلیم بھی ہورہی ہے، اور ٹیکنالوجی بھی مفید ہے اسکی طرف بھی توجہ دی جارہی ہے، یہ سب چیزیں آپ کے سیکھنے کی ہیں لیکن یہ بدل نہیں ہے، اسکا وہ مقصد علم ہے، جو مقصد کو حاصل کرنے میں معاون ہوتا ہے، اسکو ظاہری فوقیت حاصل ہے، اور یہ ذرائع کا علم ہے، یہ تابع ہے مقصد کا کہ مقصد کو نقصان پہنچائے بغیر یہ علم حاصل ہونا ہے، ہم اس علم کو ختم کرنے کیلئے نہیں بلکہ اس علم کو بڑائی حاصل ہے اسلئے کے وہ آخرت کی کامیابی کا علم ہے، اور وہ انسانیت کو راہ راست پر لانے والا علم ہے، اسلئے کہ اللہ نے اسلام کو ایسا دین بنایا ہے جو امن وسلامتی کا دین ہے وہ انسان کو خیر کی طرف لے جاتا ہے، اور خیر سے واقف کرانے والا علم ہے، وہ انسان کو انسان بنانے والا علم ہے، اگر انسان اس بات کو نہ جانے کہ اللہ نے اسکے لئے کیا مقصد رکھا ہے، تو انسانوں اور جانوروں میں کیا فرق رہ جاتا ہے، جانور بھی کھاتا ہے اور پڑا رہتا ہے، اگر صرف یہی زندگی ہمارا مقصد بن جائیگی تو ہماری جو برتری ہے دوسری مخلوقات پر وہ نہیں ظاہر ہوگی“۔

انسان اپنے رب کا خلیفہ ہے

”ہم کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً“ (البقرۃ/۳۰) میں زمین میں اپنا خلیفہ بنارہا ہوں۔

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے اللہ کا نائب ہونے کے بعد ہم اللہ ہی کی باتوں کو نہ مانیں اور اللہ تعالی کی اطاعت نہ کریں تو ہم نائب کیسے ہوئے، ظاہر ہے نائب تو وہی ہوگا جو نائب بنانے والے کی مرضی کے مطابق کام کرے، اس طرح دین کا علم بنیادی ہے جس سے اللہ کی مرضی اور منشا، پسند اور ناپسند معلوم ہوتی ہے اور اللہ کے رسول کے طریقہ پر چلنا آسان ہوتا ہے، دوسرا علم ذرائع کا علم ہے، ان دونوں کی پوزیشن کو سمجھتے ہوئے دونوں کو حاصل کرنا چاہیے، تاکہ آپ بہترین انسان بن سکیں اور کارگزار انسان بن سکیں اور جب آپ دین سے واقف ہوں گے تب آپ اپنی دنیا کو دین کے مطابق بنا سکیں گے اور اس لائق ہو سکیں گے کہ آپ سے دوسروں کو فائدہ پہنچے، آپ بھی کامیابی کے راستہ پر چلیں اور دوسروں کو بھی کامیابی کا راستہ دکھائیں اور آپ بہتر انسان کی شکل میں دنیا کے سامنے آئیں جو برتری اللہ نے آپ کو دوسری مخلوقات پر عطا فرمائی ہے وہ ظاہر ہو آپ کے عمل سے آپ کی کوشش سے، آپ کو اللہ نے عقل بھی دی ہے اور علم کی صلاحت بھی دی ہے، یہ دونوں چیزیں اللہ نے دوسری مخلوق کو نہیں دی، جانور کو اللہ نے نہ عقل دی ہے نہ علم دیا ہے نہ وہ علم کا فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور عقل سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن انسان کو اللہ نے عقل بھی دی ہے اور علم کی بھی صلاحیت دی ہے علم سے جتنا زیادہ فائدہ اٹھا سکتا ہے اٹھانا چاہیے، علم کی بے شمار قسمیں ہیں، وہ علم جس کے ذریعہ اللہ کی رضا حاصل کی جائے اور وہ علم جو بہتر سے بہتر کی معلومات فراہم کردے، دونوں علم ہیں، کتنی چیزوں کا تعلق ہمارے لباس ہمارے رہن سہن ہمارے کھانے سے ہے اور شریعت کے ہمارے لیے اس میں حدود ہیں اور دوسری طرف عالمی بازار سے ہمارے استعمال کے لیے چیزیں آرہی ہیں جس میں کچھ ہمارے لیے درست ہیں اور کچھ مناسب نہیں اس کو جاننے کے لیے دوسرا علم بھی درکار ہے، علم کے اقسام بہت ہیں ہم اپنی علمی صلاحیت سے پورا فائدہ اٹھائیں کہ ہم کس چیز کو کس طرح استعمال کریں کس چیز کو کیا اہمیت دیں اور کون سی چیز ہمارے لئے کس حد تک ضروری ہے اور کونسی چیز ہمارے لئے ضروری نہیں یہ عقل ہم کو بتائے گی، اللہ نے ہم کو عقل دی ہے،

www.abulhasanalinadwi.org

علم دیا ہے ان دونوں کو صحیح طور پر استعمال کرنا یہ ہمارے تعلیم گاہوں کا کام ہونا چاہئے تعلیم گاہوں کا کام صرف علم سکھانے کا نہیں بلکہ وہ انسان کو انسان بنانا ہے جسے ہم تربیت کہتے ہیں تعلیم وتربیت کو اب لوگوں نے مان لیا ہے کہ ایک ہی چیز ہے، تعلیم حاصل ہوتی ہے استاذ سے کتابوں سے اور تربیت ہوتی ہے تجربہ کار لوگوں سے جو دنیا کا تجربہ رکھتے ہیں وہ ناتجربہ کار لوگوں کو سکھاتے ہیں''۔

"تعلیم وتربیت حقیقت میں ایک ہی ہے ایک ہی مقصد سے ہیں، طریقہ الگ الگ ہے، خالی آدمی تعلیم حاصل کر کے فارغ ہو جائے اور تربیت حاصل نہ کرے تو وہ ناقص انسان بنے گا، اور تربیت بھی ہو اور تعلیم بھی ہو تو یہ انسان کامل انسان بنے گا اور وہ صحیح فائدہ اٹھا سکے گا''۔

''اس پر ایمان لانا یقین کرنا یہ ایمان کی بات ہے، اور اسی سے انسان مؤمن ہوتا ہے، اور اگر اس بات کی طرف دھیان نہیں اور اس بات کو نہیں مانتا تو وہ مؤمن نہیں کافر ہے وہ منکر ہے، مؤمن وہ ہے جو اس پر عقیدہ رکھتا ہو یقین کرتا ہو اور مانتا ہو، یقین اس لئے رکھتا ہے کہ اللہ کے رسول نے اللہ کے بتانے پر ہمیں بتایا، اللہ کے رسول پر ایمان لانا کہ اللہ کے رسول کا رابطہ اللہ سے براہ راست رہا ہے اور اسی طرح آخرت کو ماننا کہ وہاں جزا وسزا ہوگی یہی ایمان کی باتیں ہیں آپ کو جس مقصد کے لئے اللہ نے دنیا میں بھیجا ہے، اس مقصد کو پورا کرنا ہے اور نہیں پورا کریں گے تو اس کا جو نتیجہ ہے وہ ظاہر ہوگا''۔

مومن اور غیر مومن کا فرق

''اللہ نے انسان کو جو صلاحیتیں دی ہیں اس کو یہ زندگی بھی صحیح نہج کے ساتھ اور نبوی طریقہ پر گزارنی ہوگی، اس کے لئے اللہ نے بڑا انتظام کیا ہے کہ دنیا میں ساری چیزیں رکھی ہیں، جن سے ہم فائدہ اٹھا کر اچھی اور خوشگوار زندگی گزار سکتے ہیں لیکن خوشگوار اس لئے کہ ہم مقصد کے مطابق کام کر سکیں جیسے آپ مزدور رکھیں گے اس کو پیاس لگے گی تو اس کے لئے پانی مہیا کریں گے اور اس کے لئے بیٹھنے اٹھنے کا انتظام کریں گے اللہ نے یہ چیزیں مقصد کے طور پر نہیں دی ہیں بلکہ وسیلے کے طور پر دی ہیں، دنیا کی ساری راحتیں اور ساری

www.abulhasanalinadwi.org

چیزیں وسیلے کے طور پر ہیں یہ مقصد نہیں ہیں یہیں سے فرق ہو جاتا ہے مومن اور غیر مومن کا، مومن ان چیزوں کو وسیلہ سمجھتا ہے، اس نے ان کو مقصد بنا رکھا ہے وسیلہ نہیں اگر مقصد بنا رکھا ہے تو جو مقصد ہے وہ غائب ہو گیا جب وسیلہ مقصد ہو گیا تو جو مقصد ہے وہ غائب ہو جائے گا اس کے لئے آخرت کا مسئلہ ہے، نہ اس کو اللہ کے سامنے حاضری دینی ہے نہ اپنے اعمال کا حساب دینا ہے اس لئے کہ اس نے وسیلہ کو مقصد بنا لیا اور وہ مطمئن ہو گیا وسیلہ حاصل ہو گیا گویا اس کو مقصد حاصل ہو گیا یہی فرق ہے ایمان اور غیر ایمان کا ایمان والا دنیا کی ساری راحتوں کو اور ساری چیزوں کو وسیلہ سمجھتا ہے اور جو ایمان نہیں رکھتے وہ انہیں کو مقصد سمجھتے ہیں آپ دیکھئے دنیا کا نظام اس طرح چل رہا ہے"۔

اسلامی فکر کیا ہے؟

"فکر بنیادی چیز ہے، اسلامی فکر الگ ہے غیر اسلامی فکر الگ ہے، اسلامی فکر کیا ہے یعنی کوئی چیز اتفاقی نہیں ہے سب اللہ کی طے کردہ ہے اور اللہ کے علم میں ہے دو چیزیں ہوئیں، اللہ کے علم میں ہونا اور اللہ کا طے کردہ ہونا تو اس نے بڑے پیمانے پر سب چیزوں کو طے کر دیا جیسے الکتاب ہے تو اب اس کے جزئیات کو اس کے تفصیلات کو اختیار دیا ہے انسان کو کیوں دیا ہے تاکہ آزمائے اس لئے نہیں کہ اللہ کو ضرورت ہے اللہ کو نہ ہمارے ایمان کی ضرورت ہے نہ ہمارے اعمال کی ضرورت ہے"۔

محنت اور سوچ کا محور

"ساری محنت، ساری سوچ ساری فکر اور ساری توجہ یہیں تک محدود ہے کہ ہمیں یہ زندگی بہتر طریقہ سے حاصل ہو جائے۔ ٹھیک ہے منع نہیں ہے شریعت میں صاف صاف آیا ہے کہ ہم نے نعمتیں تم کو دیں ہیں۔ کس نے حرام کیا ہے کہ تم اس کو استعمال نہ کرو، بے شک اس کا استعمال کرو لیکن فرق یہ ہے کہ ہم ان نعمتوں کو اپنا مقصد نہ بنائیں، ان کو وسیلہ سمجھیں۔ یہ ہماری ضرورت پوری کرنے والی ہیں، ہماری راحت کے لئے ہیں، لیکن ہم

www.abulhasanalinadwi.org

کا ہے کے لئے ہیں؟ ہم آگے کیلئے ہیں۔ ہم ان سے پورا فائدہ اٹھائیں گے لیکن اس پر بس نہیں کریں گے، یہ ہمارے ذریعہ ہے، کرنا کیا ہے؟ ہمیں اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گزارنی ہے اور وہ اللہ کا حکم ہے جو اللہ کے رسول ﷺ نے ہم کو بتایا ہے، اور اللہ نے اپنی کتاب کے ذریعہ سے ہم کو بتایا ہے۔ تو قرآن مجید اور حدیث شریف میں ہم کو جو بتایا گیا ہے وہ ہمارا مقصد ہے اور ہم اپنی عقل سے، اپنی سوچ سے، اپنی فکر مندی سے، تحقیقات سے اور سائنسی معلومات سے جو ہم حاصل کریں گے وہ سب نتائج ہیں اور اسکی ہم کو پوری اجازت دی گئی ہے۔ اسلام میں ہے کہ بہتر سے بہتر وسائل تم اختیار کرو، خوب سوچو تحقیق کرو اور جو بہتر سے بہتر چیزیں تمہیں ملیں حاصل کرو۔ اسلئے کہ اللہ نے تمہارے لئے ہی بنائی ہے، یہ دنیا اللہ نے تمہارے لئے ہی بنائی ہے، دنیا کی نعمتیں اللہ نے تمہارے لئے ہی بنائی ہے، انہیں حاصل کرو لیکن انھیں مقصد نہ سمجھو مقصد آگے ہے، ان سے تم پورا فائدہ اٹھاؤ لیکن فکر اس بات کی کرو کہ اللہ کی نافرمانی نہ ہو"۔

حضرت مولانا کے خطاب کے بعد

نماز مغرب بعد مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کا محاضرہ ہوا، جس میں انہوں نے عالم اسلام میں پیش آنے والے واقعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور بتایا کہ اس کے پیچھے کیا مقاصد ہو سکتے ہیں اور یورپ کیوں اسلام کے خلاف اپنی پوری طاقت کا استعمال کر رہا ہے، اور اس کے کیا نتائج سامنے آسکتے ہیں۔

دوسرے دن میسور روانگی سے قبل دارالامور میں ایک مختصر پروگرام تھا، محترم ضیاء اللہ شریف صاحب نے عورتوں کے لیے کڑھائی سلائی کا ایک سنٹر قائم کیا ہے، اسی سنٹر کا ایک پروگرام تھا، حضرت مولانا سے انہوں نے دعا کروائی اور وہاں سے میسور روانگی ہوئی۔ شہر میسور شیر میسور کے مرقد اور دارالامور سے زیادہ دور نہیں ہے، لیکن سری رنگا پٹن اب میسور شہر کا حصہ نہیں بلکہ بنگلور اور میسور کے درمیان ایک نئے شہر کا حصہ بنا دیا گیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

سلطان ٹیپو شہید کی شخصیت

سلطان ٹیپو شہید کی شخصیت ایک عظیم جرنیل وقائد کی، ایک عادل سلطان کی، ایک روحانی پیشوا کی، اوران سب کے ساتھ ایک سائنسی موجد کی تھی ان کا ان کے خاندان کا روحانی تعلق حضرت سید شاہ ابوسعید حسنی رائے بریلوی ۱۹۱۳ء اوران کے فرزند حضرت سید شاہ ابواللیث حسنی ۱۲۸۰ھ مدفون ریاست میسور (ساحل منگلور) سے تھا اور پھر اس تعلق کی تجدید سلطان شہید کے اخلاف نے امیر المومنین حضرت سید احمد شہیدؒ کے سفر حج میں کلکتہ کے قیام کے دوران میں کی، سلطان شہید کے ہتھیار آج بھی برٹش میوزیم میں موجود ہیں، ابھی چند دن پہلے کی بات ہے اخبارات نے ان کی تلوار کی نیلامی کی خبر شائع کی جو مہنگی ترین مانی گئی۔ (سلطان ٹیپو کی مفصل سیرت کے لئے ملاحظہ ہو"سیرت سلطان ٹیپو شہید" مصنفہ: مولانا محمد الیاس بھٹکلی ندوی، مطبوعہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ)۔

میسور میں

میسور تاریخی شہر اور عظیم ریاست رہی ہے اس ریاست کو کرناٹک اور تمل ناڈو کی ریاستوں میں تقسیم کر کے مسلمانوں کا بڑا نقصان کیا گیا، اس ریاست کو در حقیقت سلطان فتح علی خان ٹیپو شہید نے جو عظمت دی اس سے وہ ہندوستان کی تمام ریاستوں میں فائق ریاست تھی، اب یہ ایک شہر ہے جہاں الفلاح ایجوکیشنل سوسائٹی کے زیر اہتمام ایک مدرسہ کا جلسہ تھا، مولانا محمد ایوب ندوی کا اصرار تھا کہ حضرت مولانا وہاں تشریف لے چلیں، تقریباً ۱۲ بجے دارالامور سے میسور پہنچے اور سیدھے پروگرام میں حاضری ہوئی، طلباء کا ثقافتی پروگرام پہلے سے چل رہا تھا، حضرت مولانا نے صدارتی خطاب کیا جس میں انہوں نے کہا:

مسلمانوں کو غلبہ وعروج علم واخلاق سے ہوا

"مسلمانوں کی سب سے بڑی خصوصیت علم والا ہونا ہے، یہ خصوصیت اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کی ہے اور قرآن مجید میں اس کا ذکر آیا ہے، پہلی وحی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل

www.abulhasanalinadwi.org

ہوئی، اس میں علم کا ذکر ہے، ارشاد ہے:

"اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ، الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ"

"آپ پڑھیے نام سے اپنے پروردگار کے، جس نے سب کو پیدا کیا، جس نے انسان کو پیدا کیا لوتھڑے سے، آپ قرآن پڑھا کیجئے، آپ کا پروردگار بڑا ہی کریم ہے اور جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی ہے جس نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا"۔

اسی علم کی وجہ سے مسلمانوں نے تعلیم میں کمال حاصل کیا اور صدیوں تک علم پر ان کی حکمرانی رہی، ادھر کچھ صدی سے یورپ نے مسلمانوں سے علم حاصل کیا اور علم پر اپنی اجارہ داری قائم کی اور افسوس کی بات ہے کہ مسلمان اب تعلیم میں بہت پیچھے ہو گئے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان تعلیمی میدان میں خوب ترقی کریں لیکن علم کا رشتہ اپنے خالق سے جوڑیں، یورپ نے علم کو صرف مادی منفعت کے لیے استعمال کیا لیکن مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ علم کا رشتہ اپنے رب سے جوڑیں اور جب تک مسلمان علم کا رشتہ اپنے خالق سے جوڑے رہیں گے وہ دنیا میں ترقی بھی کرتے رہیں گے اور کبھی گمراہ نہیں ہوں گے"۔

حضرت مولانا مدظلہٗ سے قبل مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ معتمد تعلیم ندوۃ العلماء نے خطاب فرمایا:

مسلمان دعوت کے لیے اپنے کو فارغ کریں

اسی دن مغرب کے بعد حضرت مولانا کا میسور کے تبلیغی مرکز میں خطاب تھا، حضرت مولانا نے وہاں اس بات پر زور دیا کہ مسلمان دعوت کے لیے اپنے کو فارغ کریں اور جب تک وہ دعوت کی خاطر نکلیں گے نہیں، نہ ان کی اصلاح ہو سکتی ہے اور نہ وہ کسی کی اصلاح کر سکتے ہیں، مولانا نے تبلیغ کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

www.abulhasanalinadwi.org

"آدمی بسا اوقات اپنے گھر اور اپنے ماحول میں رہ کر کام نہیں کر پاتا ہے جو باہر نکل کر یا مسجد میں رہ کر کر لیتا ہے کیوں کہ جب وہ دعوت کے لیے نکلتا ہے اپنے ماحول سے دور ہوتا ہے اور جہاں قیام کرتا ہے وہاں ایک دینی ماحول ہوتا ہے، تعلیم کے حلقے لگتے ہیں، قرآن کی تلاوت ہوتی ہے، ذکر ہوتا ہے اور اس کے علاوہ گشت ہوتا ہے، ایک دوسرے سے ملاقاتیں ہوتی ہیں، اس لیے اس کی زیادہ ضرورت ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے گھروں سے نکلیں اور اپنی اصلاح کی فکر کریں"۔

مولانا نے دعوت کے راستے میں اخلاق کو سب سے مؤثر عمل قرار دیا۔

بھٹکل روانگی

میسور سے رات دس بجے بھٹکل روانگی ہوئی، اسٹیشن پر مولانا سید بلال عبدالحی حسنی ندوی بھی ساتھ ہو گئے، وہ بذریعہ جہاز لکھنؤ سے بنگلور ہوتے ہوئے آئے تھے، ان کا پروگرام حضرت مولانا کے ساتھ آگے کے سفر کا تھا، دوسرے دن یہ قافلہ بارہ بجے بھٹکل پہنچا، ناشتہ بنگلور اسٹیشن پر اقراء پبلک اسکول کے بھٹکلی ندوی اساتذہ مولوی سالم خلیفہ، مولوی داؤد خلیفہ، مولوی ابوعبیدہ اکرمی لے آئے تھے، بھٹکل اسٹیشن پر جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے اساتذہ وطلباء بڑی تعداد میں موجود تھے، ان کے ساتھ یہ قافلہ جامعہ اسلامیہ کے مہمان خانہ پہنچا۔

دو دن بھٹکل میں

ہندوستان میں صوبہ کرناٹک کے مغربی ساحل پر بحیرہ عرب کے مشرق میں واقع شہر بھٹکل کا شمار رقبہ وآبادی میں اپنی محدودیت کے باوجود تاریخی وجغرافیائی اعتبار سے ملک کے اہم ترین علاقوں میں ہوتا ہے صحیح روایات سے پتا چلتا ہے کہ سندھ پر محمد بن قاسم کے حملہ اور گجرات میں عرب مبلغین کی آمد سے پہلے اسلام کا پیغام عہد نبوی میں عرب تاجروں کے ذریعہ یہاں پہنچ چکا تھا، مشہور مؤرخ ابن بطوطہ نے بھٹکل کی زیارت کی ہے اور صدیوں پہلے کی بات ہے جب انہوں نے اہل بھٹکل کی دینی واسلامی ثقافت کی تعریف کی ہے اور دینی تعلیم ومدارس اور ان کی

www.abulhasanalinadwi.org

معاشرت زندگی کی تعریف کی ہے، اس نے لکھا ہے کہ یہاں کی بعض دینی خصوصیات کو میں نے مجموعی اعتبار سے دنیا میں کہیں نہیں پایا، اہل بھٹکل میں اپنے آباء واجداد کی اعلی اسلامی روایات مثلاً غیرت اسلامی، حمیت دینی، سادگی ومہمان نوازی، انصاف پسندی وبھائی چارگی اور وحدت واجتماعیت میں ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں، یہی وہ علاقہ ہے جہاں سلطنت خداداد میسور کا سب سے بڑا بحری مرکز اور تربیتی اسکول تھا یہاں کی قدرتی بندرگاہ سے نواب حیدر علی اور سلطان ٹیپو شہید کو انگریزوں کے خلاف اپنی جنگوں میں بڑی سہولت حاصل تھی۔

مجلس اصلاح وتنظیم بھٹکل نے اپنی صدی مکمل کی تو اس کی مناسبت سے صد سالہ جشن کا انعقاد کیا جس کے لیے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کو خصوصی دعوت دی مگر کچھ اعذار کی بناء پر دسمبر ۲۰۱۴ء کے آخری ہفتہ کے اس پروگرام میں شرکت کے لیے حضرت سفر نہ فرما سکے حالانکہ اس کے لیے ایس خلیل الرحمٰن صاحب نے مستقل دبئی سے لکھنؤ کا سفر کیا تھا اور تقریباً شرکت کا پروگرام بن گیا تھا دوسرے پروگرام کے داعی مولانا محمد الیاس بھٹکلی ندوی بانی وجنرل سکریٹری مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اکاڈمی بھٹکل وچیرمین علی پبلک اسکول تھے، جو جنوری ۲۰۱۵ء میں ہونا تھا، جس کا موضوع تھا: ''عصری اداروں میں دینی تعلیم وتربیت کا نظم''۔ پروگرام سے ایک دن قبل بعد نماز مغرب ایک نشست تھی جس کا موضوع تھا: ''دعوت کا طریقۂ کار''۔ اس نشست کی صدارت مولانا سید بلال حسنی ندوی نے فرمائی، مولانا نے پیام انسانیت کی اہمیت وافادیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ اس وقت ہندوستان میں سب سے زیادہ اس کی ضرورت ہے۔

دوسرے دن سمینار کی افتتاحی نشست تھی جس کی صدارت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے کی، پروگرام ۱۰ بجے صبح شروع ہوا، حضرت مولانا کی تقریر سے پہلے مولانا محمد الیاس ندوی نے سمینار کے مقاصد پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی نے خطاب کیا، مولانا نے احساس وشعور پیدا کرنے پر زور دیا، مولانا نے فرمایا!

www.abulhasanalinadwi.org

مسلمانوں میں دینی شعور پیدا کیا جائے

''اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں میں دینی شعور پیدا کیا جائے، احساس کمتری سے ان کو نکالا جائے، مزید فرمایا کہ جو طلبہ عصری تعلیمی اداروں سے فارغ ہونے والے ہیں، مذہب سے بالکل ناآشنا ہیں، اسلام کی خصوصیات اور اس کے تقاضوں سے بالکل ناواقف ہیں، اس لیے وہ مغربی نظام تعلیم وتربیت سے متاثر ہیں جس میں اخلاقی ومشرقی قدروں کا کوئی ذکر نہیں، مولانا نے مصر وشام، عراق اور عالم اسلام کے مختلف ملکوں کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ وہاں بھی یہی کشمکش جاری ہے''۔

حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا:

''جو لوگ مدارس کے نصاب پر تنقید کرتے ہیں ان کو اپنے نصاب پر بھی غور کرنا چاہیے، مدارس کا نصاب کامل ہے اور وہ اس مقصد کو پورا کرتا ہے جس مقصد کے پیش نظر مدارس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے''۔

اسکولی نصاب میں دینیات شامل ہو

مولانا مدظلہ نے کہا: ''آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اسکول وکالجز میں دینیات کو شامل کیا جائے لیکن اس کے لیے تین باتیں ضروری ہیں، اساتذہ کا ذہن دینی ہو، بچوں کی تربیت صحیح ڈھنگ سے ہو اور ان کے اندر اعتماد ہو''۔

اسلامی تشخص اور دینی امتیاز کو باقی رکھنا ہماری ذمہ داری ہے

مغرب بعد ایک عام جلسہ اصلاح معاشرہ کے عنوان سے تھا جس میں حضرت مولانا مدظلہ نے اپنی صدارتی تقریر میں کہا:

''ہم کو اپنی ثقافت وکلچر کی بقاء اور اس کے تحفظ کی فکر خود کرنی ہوگی، حکومت سیکولر ہے اور وہ کسی خاص مذہب کی پابند نہیں اور حکومت سے اس کی امید بے معنی ہے، ہم کو خود ہی فکر کرنا ہوگی اور اگر ہم نے ایسا نہیں کیا تو اس کے نتائج بھی ہم خود ہی بھگتیں گے، ہمیں اسلامی تشخص کو اپنانا ہوگا اور اپنے دینی امتیاز کو باقی رکھنا ہوگا''۔

www.abulhasanalinadwi.org

ملاقاتیں اور دوسری سرگرمیاں

دوسرے دن صبح تنظیم کے دفتر جانا ہوا اور وہیں مولانا سید ابوالحسن اکیڈمی کے احاطہ میں ایک مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا اور اس کے بعد حضرت شاہ ابرار الحق حقی علیہ الرحمہ کے خلیفہ ڈاکٹر علی ملپا صاحب مدظلہ کی قیام گاہ پر ان سے ملاقات کی غرض سے جانا ہوا، یہ حضرت کا معمول ہے جبکہ حضرت مدظلہ سے ملاقات کے لیے اہتمام سے تشریف لاتے ہیں، قیام حسب معمول جامعہ اسلامیہ بھٹکل کے مہمان خانہ میں رہا اور بھٹکل کے علماء وعمائدین وہیں جمع ہوتے رہے اور ساتھ کھانے اور ناشتے میں شرکت کا بھی اہتمام کرتے رہے بعض علماء و مبلغین اور دوسرے حضرات نے بیعت واسترشاد کا بھی تعلق قائم کیا، جامعہ کے مہتمم مولانا عبدالباری ندوی، ہیں وہ مرکزی جامع مسجد کے امام وخطیب اور عوام وخواص میں محبوب شخصیت ہیں اور حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کے مجاز بیعت بھی ہیں۔ وہ اور ناظم جامعہ جناب محمد شفیع شاہ بندری صاحب تمام امور کی نگرانی کرتے رہے۔

بنگلور روانگی

شام ۵ ربجے بنگلور روانگی تھی اور اساتذہ وطلباء کی ایک جماعت جامعہ اور پھر اسٹیشن تک الوداع کہنے آئی، جن میں خصوصیت سے شہر قاضی ملا محمد اقبال ندوی، علاقہ کی دوسری بزرگ شخصیت مولانا محمد صادق ندوی اکرمی، جامعۃ الصالحات کے ناظم مولانا عبدالعلیم قاسمی، مولانا عبدالعزیز بھٹکلی ندوی نائب مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ جو چھٹیوں میں آئے ہوئے تھے، قابل ذکر ہیں، حضرت مولانا نے دعا کرائی، اور اسٹیشن پر بھی اہل بھٹکل نے والہانہ تعلق کا اظہار کیا، اس بار بھٹکل کے اطراف میں کسی مقام پر حضرت مولانا مدظلہ کا جانا نہیں ہوا جیسے گنگولی، کنڈلور، منکی، مرڈیشور وغیرہ یہاں بھی ندوی فضلاء اچھا کام کر رہے ہیں اور ندوی منہج کے ادارے ہیں، البتہ استاذ محترم مولانا عبدالسبحان ندوی صاحب مولانا سید بلال عبدالحئی حسنی ندوی اور راقم الحروف کو اپنے وطن گنگولی لے

www.abulhasanalinadwi.org

گئے جہاں ایک پروگرام بھی تھا جس میں مولانا بلال حسنی ندوی کا خطاب ہوا، مولانا عبید اللہ کنڈلوری کنڈلور اسٹیشن سے منگلور تک ساتھ رہے اور اپنی ضیافت میں رکھا، منگلور کے اہل تعلق ملنے آئے، صبح بنگلور پہنچے، اسٹیشن پر امیر شریعت کرناٹک مولانا مفتی اشرف علی باقوی مولانا مصطفیٰ رفاعی جیلانی، جناب سید بیری صاحب وغیرہ موجود تھے، اسٹیشن سے جامعہ سبیل الرشاد گئے جہاں دن بھر قیام تھا وہاں رابطہ ادب اسلامی شاخ کرناٹک کا سمینار تھا۔

جامعہ سبیل الرشاد بنگلور کا ایک دن

بنگلور سلطان فتح علی خان ٹیپو شہید کا پسندیدہ شہر تھا اب ہندوستان کے پانچ چھ بڑے شہروں میں ایک بڑا اور نہایت مشغول شہر ہے، جب برطانوی حکومت آئی تو اس نے بنگلور پر توجہ کی ان کی مشنریز نے وہاں قیام کیا اور وہاں عیسائی آبادی خاصی بڑی تعداد میں ہے، بنگلور میں مسلمان اچھی حیثیت میں ہیں، ان میں الحاج محمد موسیٰ سیٹھ صاحب جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے میزبان ہوا کرتے تھے بعد میں ضیاء اللہ شریف میزبان ہو گئے تھے، عالمی رابطہ ادب اسلامی شاخ کرناٹک کی طرف سے یک روزہ سمینار حضرت شاہ عبدالوہاب قادری علیہ الرحمہ پر دارالعلوم سبیل الرشاد کے مولانا ابوالسعود ہال میں بتاریخ ۱۵ رجنوری بروز جمعرات منعقد کیا گیا جس کی صدارت مہتمم جامعہ مولانا مفتی اشرف علی باقوی قاسمی نے کی، اس سمینار میں چار مقالات اور تاثرات وخطابات تھے۔

جنرل سکریٹری رابطہ مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا:

یہ دور سوانحی دور ہے

''جنوبی ہند کی شخصیات سے شمالی ہند کے لوگ پوری طرح واقف نہیں ہیں، یہ دور سوانحی دور ہے، بزرگ شخصیات پر کتابیں لکھی جارہی ہیں، ان کی خصوصیات، کمالات، اور خدمات کو لوگوں کے سامنے لایا جارہا ہے جبکہ دوسری طرف بعض اہم شخصیات کے سلسلہ

www.abulhasanalinadwi.org

میں شکوک وشبہات بھی پیدا کیے جا رہے ہیں، اس ملک ہندوستان میں حضرت شاہ علم اللہ حسنی اور حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہما کا بڑا احسان ہے، لیکن ایک منصوبہ بند طریقہ سے ان جیسی شخصیات کو بھی شک کے دائرہ میں لانے کی کوشش کی جارہی ہے، تاکہ ان شخصیات کو مجروح کر کے ان کی عظمت کو دلوں سے نکالا جائے اور بے اعتمادی کا ایسا ماحول بنایا جائے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کو شک کی نظر سے دیکھے"۔

مولانا نے مزید کہا: "حضرت شاہ عبدالوہاب قادریؒ جیسی شخصیات پر عالمی سمینار کی ضرورت ہے اور ان پر جو مقالات پیش کیے گئے، ان سے ان کی شخصیت پر روشنی پڑتی ہے اور معلوم ہوتا ہے ان کی زندگی زہد واستغناء اور توکل پر قائم تھی جس کی آج سخت ضرورت ہے"۔

اس کے بعد صدر رابطہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے اپنے خصوصی خطاب میں فرمایا:

انسان انسان کو دیکھ کر سیکھتا ہے

"انسان انسان کو دیکھ کر سیکھتا ہے، انسان جو کچھ اخذ کرتا ہے انسان ہی سے کرتا ہے، انسان انسان ہی کا معلم اور اس کا مربی ہے، اس بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحبت بہت اہم چیز ہے، جس کی صحبت انسان اٹھاتا ہے اسی طرح اس کی زندگی میں تبدیلی رونما ہوتی ہے، اگر اچھی صحبت میں وہ زندگی گذارتا ہے تو اچھی زندگی کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور اگر کسی کی بری صحبت میں وہ پڑ گیا تو اس کی زندگی پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں، صحابہ کرامؓ کی زندگی کو ہم دیکھیں انہوں نے سب سے اچھی صحبت پائی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ان کو ملی تو اس کے اچھے اثرات ان کی زندگی پر ظاہر ہوئے اور انہوں نے کامیابی کی منزلیں طے کیں"۔

"شیخ طریقت شاہ عبدالوہاب علیہ الرحمہ کی زندگی میں جامعیت تھی اور ان کی زندگی مثالی بھی تھی، جامعیت اس لیے کہ وہ علوم وفنون کے جامع تھے اور مثالی اس لیے کہ جو

www.abulhasanalinadwi.org

خصوصیات ان کے اندر تھیں وہ بڑی امتیازی تھیں یعنی آدمی کسی شخصیت سے فائدہ اٹھانا چاہے تو وہ ایسی ہی شخصیات سے فائدہ اٹھائے جس کے اندر جامعیت بھی ہو اور جس کی زندگی مثالی بھی ہو''۔

ڈاکٹر راہی فدائی صاحب کا مقالہ

سمینار میں پیش کیے گئے مقالات میں جناب ڈاکٹر راہی فدائی صاحب کا مقالہ بہت پسند کیا گیا، جس میں انہوں نے بڑے حقائق کے ساتھ جامعہ باقیات الصالحات اور شاہ عبد الوہاب اور ندوۃ العلماء کے روابط کو بیان کیا تھا، یہ مقالہ ان کی تازہ تصنیف مصدقات میں شائع ہو گیا ہے، ڈاکٹر راہی فدائی ایک اچھے ادیب وشاعر اور مصنف ومحقق باقیات کے فاضل اور ندوۃ العلماء کے اکابر سے گہرا ربط رکھتے ہیں، حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی سے بیعت کا تعلق قائم کر چکے ہیں، رات کے کھانے کے بعد قیام کے لیے جناب سید محمد بیری صاحب کے مکان پر حضرت اور ان کے رفقاء تشریف لے گئے۔ جامعہ سبیل الرشاد میں صدارتی خطاب امیر شریعت کرناٹک وصدر رابطہ ادب اسلامی شاخ کرناٹک مولانا مفتی اشرف علی صاحب باقوی کا ہوا جس میں انہوں نے باقیات کی مدارس ہند میں اور شاہ عبد الوہاب صاحب کی مشائخ وعلمائے ہند میں امتیازی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے ان کی علمی وادبی خصوصیات کا ذکر کیا۔

سید بیری صاحب کے مکان پر

رات کا قیام سید بیری صاحب کے مکان میں تھا، وہ بڑا ہی مخلصانہ تعلق رکھتے ہیں، اللہ نے ان کو خوب نوازا ہے اور سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان کا کاروبار سود کی لعنت سے پاک ہے اور یہ ان حالات میں ہے کہ بڑا کاروبار کرنے والے سود سے بچ ہی نہیں پا رہے ہیں اور اسی طرح ان کا مکان تصویروں سے بھی پاک ہے، بڑے مہمان نواز، بہت متواضع، منکسر المزاج ہیں اور نماز باجماعت کے پابند ہیں، اتفاق ایسا ہوا کہ فجر کی نماز

www.abulhasanalinadwi.org

ان کی چھوٹ گئی تو بے چین ہو گئے اور بڑی مسجد قادریہ گئے اور وہاں نماز پڑھ کر آئے، یہ اللہ کی طرف سے ایسی نعمت ہے کہ اس کا کوئی بدل نہیں، حدیث میں آتا ہے کہ جس کا دل مسجد سے اٹکا ہو تو وہ قیامت میں اللہ کے عرش کے سائے میں ہوگا، جمعہ کی نماز مسجد قادریہ میں طے تھی، وہاں تقریباً دس، پندرہ ہزار کا مجمع تھا بڑی تعداد میں لوگ حضرت مولانا کا خطاب سننے کے لیے موجود تھے۔

خطاب جمعہ

۱۶/جنوری بروز جمعہ حضرت مولانا نے مسجد قادریہ میں جمعہ کی نماز کے بعد خطاب فرمایا:

"نماز میں مومن اپنے دل و دماغ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے، نماز کے ذریعہ بندہ آسمان کی سیر کرتا ہے، نماز ہی کی بدولت زمین کا آسمان سے رابطہ ہوتا ہے لیکن شرط ہے کہ نمازی کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو، نماز اتنا بڑا عطیہ ہے کہ اس سے بڑا کوئی عطیہ نہیں، جب صحابہ کرامؓ کا دل اپنے کو دباتے دباتے برداشت سے باہر ہو رہا تھا تو ان کو نماز کا حکم دیا گیا، ارشاد ہوا "كُفُّوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ" (اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نماز قائم کرو) معلوم یہ ہوا کہ نماز اس کا بڑا علاج ہے، نماز اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہونے اور اللہ سے رحمت مانگنے کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ سے بات کرنے کا ذریعہ ہے، اللہ تعالیٰ سے اپنی تکلیفوں کے عرض کرنے کا ذریعہ ہے، نماز طاقت حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہے، نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا خاص تعلق نصیب ہوتا ہے، جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے مزید خصوصیت یہ رکھی کہ لوگوں کو اس میں اکٹھا کر دیا، مجموعی طور سے لوگ اللہ تعالیٰ سے مانگ رہے ہیں اور اس کا فائدہ یہ بھی ہے کہ ملاقات ہوتی ہے اور اس سے ایک دوسرے کی تکلیف دور کرنے میں سہولت ہوتی ہے جمعہ اور مسجد اللہ تعالیٰ کے بندوں کو جوڑنے کا ایک اہم ذریعہ ہیں"۔

حالات حاضرہ پر ایک اہم گفتگو اور سلام سنٹر کی قرآنی و دعوتی خدمات

جمعہ کی نماز کے بعد حضرت مولانا جناب سید محمد بیری صاحب کے گھر تشریف

www.abulhasanalinadwi.org

لے گئے، کھانے کے بعد امیر شریعت کرناٹک مولانا مفتی اشرف علی باقوی، مولانا مصطفیٰ رفاعی ندوی، سابق مرکزی وزیر برائے اقلیتی امور جناب کے رحمان خان، صوبہ کرناٹک کے وزیر جناب روشن بیگ اور ممتاز علماء، سماجی رہنما تشریف لے آئے، حالات حاضرہ پر گفتگو ہوئی، اسی درمیان سلام سینٹر بنگلور کے روح رواں جناب سید حامد محسن بھی تشریف لے آئے اور انہوں اپنی دعوتی سفر کی روداد سنائی، اور حضرت مولانا سے انہوں نے ایک انٹرویو بھی لیا، وہ غیر مسلموں میں اشاعت قرآن مجید وسیرت پاک کا بڑا حوصلہ اور جذبہ رکھتے ہیں اور ان کے کئی مراکز ہیں اشتہارات، نمائشوں، بک فیئر وغیرہ کے ذریعہ وہ اعلیٰ پیمانہ پر کام کررہے ہیں اور ان کے سلام سنٹر میں حضرت مولانا مدظلہ کئی بار تشریف لے جاچکے ہیں، اس اہم نشست میں حضرت مولانا نے فرمایا:

امت مختلف ادوار میں سخت ترین حالات سے گزری ہے

"ہماری یہ امت مختلف ادوار میں ایسے سخت ترین حالات سے گذری ہے کہ شاید ہی کوئی قوم ان حالات سے گذری ہو، بعض دفعہ تو ایسے برے حالات پیش آئے کہ اگر یہ امت ان حالات میں ختم بھی ہوجاتی تو کوئی تعجب کی بات نہیں تھی، تاتاریوں کا واقعہ دیکھ لیں کہ بغداد میں انہوں نے کیا حال کیا تھا، وہ سب تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے، اس طرح اور بھی واقعات ہیں جو ہماری تاریخ میں پیش آتے رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ایسی خصوصیات سے نوازا ہے کہ یہ ڈوبتی ہے پھر ابھرتی ہے، اپنا مقام کھوتی ہے اور پھر حاصل کرلیتی ہے، اکثریت واقلیت کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں، مسئلہ ہے اپنی صلاحیتوں کو صحیح صرف کرنے کا، اور معاملات کو صحیح طور پر سمجھنے کا، اور اس کا حل پیش کرنے کا، آپ اگر جائزہ لیں گے تو بہت چھوٹی چھوٹی اقلیتیں بڑی کامیاب اور قائدانہ صلاحیتوں کی گذری ہیں، اور انہوں نے بڑے بڑے کام انجام دیے ہیں، اس لیے کہ اقلیت کو جب یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم اقلیت میں ہیں تو وہ محنت زیادہ کرتی ہے، اور زیادہ سوجھ بوجھ کا ثبوت دیتی ہے، اور حالات کا جائزہ لے کر عمل کرتی ہے، اکثریت میں یہ بات نہیں ہوتی بلکہ اس کو غرور اور گھمنڈ

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتا ہے کہ ہم اکثریت میں ہیں جو چاہیں گے کریں گے، اس سوچ سے اس کو نقصان پہنچتا ہے، اور اقلیت کو یہ احساس ہوتا ہے، اگر ہم محنت نہیں کریں گے اور موقع محل دیکھ کر کام نہیں کریں گے تو ہم نقصان اٹھائیں گے چنانچہ اس ملک ہندوستان میں ہم مسلمانوں کو زیادہ سوجھ بوجھ اور محنت سے کام کرنا ہوگا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اعلیٰ قسم کی صلاحیتیں دی ہیں، اگر ان صلاحیتوں سے وہ کام لیں تو تمام قوموں سے وہ فائق ہوسکتے ہیں"۔

یہ ملک مختلف قوموں اور مختلف مذاہب کا ہے

"یہ جمہوریت کا دور ہے، اور صلاحیتوں کے استعمال کا دور ہے، نوابی اور شاہی نظام ختم ہو چکا ہے، راجاؤں اور مہاراجاؤں کا دور رخصت ہو چکا ہے، اب ہر شخص کو کام کرنے کا موقع ہے، وہ اپنی صلاحیتوں کے اعتبار سے کام کرسکتا ہے، اور ترقی کرسکتا ہے چنانچہ جو وہ کرسکتا ہے تو اس کو کرنا چاہیے، ان شا اللہ اس کے اچھے نتائج نکلیں گے، باقی یہ جو الٹے سیدھے بیانات آتے ہیں اور بے سر پیر کی جو باتیں کی جاتی ہیں جن سے ہم مسلمانوں کو تکلیف پہنچتی ہے، یہ بیانات دینے والے سمجھدار لوگ نہیں ہیں، وہ بچکانہ باتیں کرتے ہیں، اس لیے کہ یہ ملک مختلف قوموں اور مختلف مذاہب کا ملک ہے، اس کی سلامتی اسی میں ہے کہ سب مل کر کام کریں، اگر یہ آپس میں لڑیں گے تو سب کا نقصان ہوگا، اکثریت خود کوئی چیز نہیں، اکثریت تو خود مختلف اقلیتوں کا مجموعہ ہے، اگر اقلیت اکثریت تعصب کے ساتھ رہیں گی، تو شہر شہر بٹ جائے گا، ایک شہر کا آدمی دوسرے شہر کے آدمی کو بھی پسند نہیں کرے گا، اور اس کو غیر سمجھے گا، اس سے پورے ملک کو نقصان ہوگا، ملک برباد ہوجائے گا، ملک تباہ ہوجائے گا، ہمیں مسلمانوں اور غیر مسلموں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ جو علاقائی و مذہبی تعصب ہے، یہ ملک کے لیے خطرناک ہے، اس سے اکثریت کو بھی فائدہ نہیں ہوگا، اس ملک میں بیس کروڑ مسلمان ہیں، اگر ملک کا اتنا بڑا حصہ بیکار ہوجائے اور اس کی صلاحیتوں سے فائدہ نہ اٹھایا جائے تو کیا ملک ترقی کرسکتا ہے؟"

www.abulhasanalinadwi.org

امریکہ کا حال

''امریکہ کا تو حال یہ ہے کہ اگر وہاں کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہماری اتنی طاقت بڑھ گئی، یہ جب بڑا ہوگا تو ملک کو اس سے فائدہ ہوگا، ملک کا اتنا بڑا طبقہ اگر اس کی صلاحیتوں سے ملک فائدہ نہ اٹھائے تو یہ ملک کے لیے نقصان دہ ہے، سب مل کر چلیں گے تو ملک کو ترقی ہوگی، ملک مضبوط ہوگا، خاص کر ہندوستان کے لیے ضروری ہے، اس لیے کہ یہ ملک ایک قوم کا نہیں ہے، ایک مذہب کا نہیں ہے، یہاں سب مل کر سارے فرقے اور سارے مذاہب والے ملک کو اپنا سمجھ کر کام کریں، تو ملک کی ترقی ہوگی، اور ان شا اللہ اس بات کو سب سمجھیں گے، لوگ بڑی بڑی بات کرتے ہیں چھیڑنے کی، وہ بھی بالآخر سمجھیں گے، اس لیے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں، وہ کر نہیں سکتے، وہ غیر منطقی بات ہے''۔

گفتگو اور استراحت کے بعد بیعت وارادت کی مجلس

اس نشست کے بعد کچھ دیر استراحت فرمائی، عصر کی نماز کے بعد مرد وخواتین نے بیعت وارادت کی خواہش ظاہر کی، مولانا مصطفیٰ رفاعی ندوی حضرت مولانا مدظلہ کے شاگرد اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے مجاز بیعت ہیں اور رفاعی سلسلہ سے بڑی تعداد میں لوگ ان سے بیعت ہیں، ان کے توسط سے بعض مرد اور خواتین نے حضرت مولانا سے شرف بیعت حاصل کیا، حضرت وہی الفاظ کہلاتے ہیں جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی اور ان کے شیخ حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری کہلاتے تھے اور یہ وہ مسنون الفاظ بیعت ہیں جن کا ذکر عورتوں کے تعلق سے سورہ ممتحنہ میں ملتا ہے پھر تین تسبیحات کی تلقین فرماتے ہیں، استغفار، درود شریف اور تیسرا کلمہ اور جو اس راہ میں مزید ترقی اور تقرب الی اللہ کے منازل طے کرنا چاہتے ہیں ان کو ذکر کی ایک مقدار تعلیم کی جاتی ہے، حضرت مولانا تلاوت قرآن کریم کی طرف خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں۔

مدرسہ اصلاح البنات میں عصرانہ اور خطاب

عصر کی نماز کے بعد مولانا سید محمد شبیر ندوی کے ادارے مدرسہ اصلاح البنات

www.abulhasanalinadwi.org

بنگلور میں جانا تھا جہاں مغرب سے کچھ پہلے حضرت مولانا کا خطاب تھا، حضرت مولانا نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا:

تعلیم وتربیت لڑکے اور لڑکیوں کا بنیادی حق ہے

بھائیو! بہنو اور مدرسہ کی طالبات!

''یہ مجمع مشترک نوع کا ہے، اس میں شہر کے حضرات بھی ہیں اور محلّہ کی خواتین بھی ہیں، اور مدرسہ کی طالبات بھی ہیں، یہ تین قسم کے لوگ ہیں لیکن جو مقصد اور موضوع ہے وہ مشترک ہے وہ الگ الگ نہیں ہے، جہاں تک طالبات کا تعلق ہے وہ اپنی زندگی کے جس مرحلہ میں ہیں ان کے اخلاق کے لئے اور ان کے سیکھنے کے لئے اور ان کی تربیت کے لئے یہ مدرسہ کام کرر ہا ہے، پہلے اسکی ضرورت نہیں سمجھی جاتی تھی، اس لئے کہ پہلے لوگ خاندانی زندگی گذارتے تھے، اور ایک ہی خاندان میں اور گھرانہ میں رہتے تھے، وہاں ان کی تربیت اور ان کے اخلاق، ان کا عقیدہ، ان کے اعمال، انکی سیرت وغیرہ سب چیزیں ٹھیک ہو جاتی تھیں، ہم نے دیکھا ہے اپنے بچپن میں کہ لڑکے لڑکیاں سب تربیت پا جاتے تھے، بنیادی طور پر ان میں تبدیلی آجاتی تھی، پھر وہ سیکھتے تھے کتابوں وغیرہ سے، لیکن اب زندگی کا ایسا طرز ہو گیا ہے کہ خاندان اب ایک جگہ نہیں رہ پاتے، مختلف جگہوں پر منتقل ہو جاتے ہیں، اپنے کاروبار اور دیگر مشغولیات میں الگ الگ جگہ پر رہتے ہیں اس لئے اب ان کی تربیت نہیں ہو پاتی، اب اسکی ضرورت محسوس کی جارہی ہے کہ کوئی ایسی جگہ اور ایسے ادارے ہوں جہاں انکی تربیت ہو اور ان کے اخلاق سنوریں، ہم بہت سے تربیت یافتہ انسانوں کو دیکھتے ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بنے بنائے پکے پکائے بطن مادر یعنی ماں کے پیٹ ہی اچھے بن کر نکلے ہیں، ایسا نہیں ہے بلکہ انسان تربیت ہی بنتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اسکے اندر فطری صلاحیتیں رکھ دیں اور وہ بچہ اپنی فطری صلاحیتوں کو لیکر چلتا ہے لیکن اسکے اخلاق، اسکی سیرت اور اسکے رجحانات یہ ماں باپ کے ذریعہ سے، اساتذہ کے ذریعہ سے اور تقریروں اور تربیت کے انتظام کے ذریعہ سے درست کیئے جاتے ہیں، اور اسی سے یہ ہوتا ہے کہ آپ دیکھئے جہاں کہیں اسکی تربیت جیسی

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتی ہے وہ ویسا بن جاتا ہے، کافر کے ہاں کافر بنتا ہے اور مومن کے مومن بنتا ہے، نیک ماں باپ سے نیک بنتا ہے اور برے ماحول سے برا بنتا ہے، اسی لئے اس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ایسے انتظامات کئے جائیں کہ لوگوں کی تربیت صحیح ہو اور ان کی تشکیل صحیح ہو، دیکھئے انسان کو اللہ تعالیٰ نے دوسری مخلوقات سے بلند و معزز بنایا ہے اور یہ اعزاز اور یہ بلندی کوئی ناپنے والی چیز نہیں ہے، یہ آدمی کے کردار اور اخلاق سے تعلق رکھتی ہے اگر کردار اچھا ہے تو انسان، انسان ہے اگر کردار خراب ہے تو انسان انسان نہیں وہ جانور ہے، جانور کی طرح اگر زندگی گذار رہا ہے یعنی کھا پی رہا ہے اور آرام کر رہا ہے مزے کر رہا ہے اچھل کود رہا ہے تو اس میں اور جانور میں کیا فرق ہے؟ چاہے صورت و شکل اسکی بالکل انسانوں جیسی ہو لیکن کام اسکے وہ ہیں جیسے جانور، انسان اگر اسکو اخلاق سکھا دئے گئے اسکی تربیت ہو گئی اسکی رہنمائی کر دی گئی تو وہ انسان ہمدرد ہوتا ہے دوسروں کی خیر خواہی کرتا ہے اپنے لئے بھی صحیح راستہ اختیار کرتا ہے برے کاموں سے بچتا ہے دوسروں کی بھی رہنمائی کرتا ہے، تربیت اور تعلیم دونوں ضروری ہیں اسکے بغیر انسان، انسان نہیں بن سکتا، اسکے لئے مدرسے خاص طور پر وہ مدرسے جو ابتدائی تعلیم کے ہوں، اسی طرح وہ مدرسے جو لڑکیوں کی تعلیم کے ہوں بڑی اہمیت رکھتے ہیں، اس لئے کہ ابتدائی تعلیم کی تو اہمیت یہ ہے کہ بچہ جو کم عمر ہوتا ہے اسکے اندر سیکھنے کی بڑی صلاحیت ہوتی اسکو سکھا دیا جائے فوراً سیکھ لیتا ہے اور اسکی عادت بن جاتی ہے اسکے بعد اگر اسکو برا ماحول بھی ملے تب بھی وہ اتنا برا نہیں بنتا اس لئے کہ بنیادی طور پر ان بچوں میں اچھی باتیں آجاتی ہیں اسلئے چھوٹوں بچوں میں مکتب کی تعلیم کی بڑی اہمیت ہے"۔

لڑکیاں مستقبل کی مائیں ہیں

"لڑکیوں کو چونکہ مائیں بننا ہے مائیں بننے کی وجہ سے ایک ایک لڑکی کئی بچوں کی ذمہ دار بنے گی، اور ماں کا اثر بہت ہوتا ہے اولاد پر، اگر ماں ٹھیک نہیں ہے تو اولاد بھی ٹھیک نہیں ہو گی، اسکے واقعات ہیں کہ جن کو اچھی مائیں ملیں ان کی دنیا میں اچھی حالت بنی اور جن کو بری مائیں ملیں ان کی حالت بڑی خراب گذری، اس کے واقعات ہیں، یہاں اس کا

www.abulhasanalinadwi.org

موقع نہیں ورنہ ایسے واقعات کئی سنا سکتے ہیں، ماں کا اثر اولاد پر بہت زیادہ پڑتا ہے یہ بچیاں ان شاء اللہ مائیں بنیں گی، یہ اچھی بنیں گی تو اولاد اچھی ہوگی یہ ٹھیک نہیں ہوئیں تو اولاد اچھی نہیں بنے گی یہ سیکھنا پڑتا ہے اس کے لئے ان مدرسوں کی اہمیت ہے، ماں کی جو اچھی عادتیں وہ اس میں آجائیں گی اور ماں کی جو بری عادتیں ہوں گی وہ اس میں آجائیں گی، آنکھ بند کر کے یہ کہہ دینا کہ اسکی ماں اچھی نہیں تھی اس لئے یہ برا ہو گیا کافی نہ ہوگا، ہم لوگوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم کا صحیح انتظام کریں، تا کہ ان کا عقیدہ درست ہو، ان کے اخلاق درست ہوں، ان کے اعمال درست ہوں، اسی طرح جو چھوٹے بچے ہیں ان کی مکتب کی تعلیم کی اس لئے فکر کریں، کہ تھوڑے زمانے میں تربیت زیادہ ہو جائے گی، لیکن بڑے ہونے کے بعد تربیت کا اتنا اثر نہیں پہنچتا جتنا چھوٹے ہونے کی حالت میں پہنچتا ہے، اس لئے ان دونوں کی طرف توجہ زیادہ ہونی چاہئے، مکاتب میں چھوٹے بچوں کے ساتھ چھوٹی بچیاں بھی ساتھ ساتھ پڑھ سکتی ہیں لیکن جب بڑی ہو جائیں تو بچوں کی تعلیم الگ اور بچیوں کی تعلیم الگ ہونی چاہئے"۔

مدرسہ اصلاح البنات ایک بہترین تربیت گاہ ہے

"اصلاح البنات بڑی اہمیت رکھتا ہے، اسکا فائدہ جو ہے وہ فوراً نہیں معلوم ہوتا لیکن جب یہ بچیاں مائیں بن جائیں گی تب پتہ چلے گا کہ مدرسہ میں جو لڑکیوں کی تعلیم و تربیت ہوئی ہے اس کا کیا فائدہ ہے؟ بعد میں نظر آئے گا، جس کا فائدہ بعد میں نظر آتا ہے اسکی طرف توجہ نہیں جاتی لیکن جو تجربہ کار لوگ ہیں وہ جانتے ہیں اسکی کیا اہمیت ہے؟ بچوں اور بچیوں کی تربیت کے لئے کیا انتظام ہونا چاہئے؟ میں اس سے پہلے بھی میں یہاں حاضر ہو چکا ہوں اس وقت بھی میں نے جو سمجھ میں آیا تھا عرض کیا تھا، مولانا شبیر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مختلف صلاحیتیں عطا فرمائیں ہیں یہ تعلیم کے موضوع سے بھی تعلق رکھتے ہیں ان کو اسکا تجربہ ہے اور دینی علوم سے بھی واقف ہیں، یہ جس طرح کا نظام چلا رہے ہیں یہ بہت مفید نظام ہے لوگوں کو چاہئے کہ ان کے ساتھ اس کام میں شریک ہوں تا کہ آئندہ جو

www.abulhasanalinadwi.org

نسل تیار ہو مسلمانوں کی وہ صحیح نسل ہو اس لئے کہ ہم یہاں ایسے ملک میں ہیں جہاں حکومت سیکولر ہے یعنی مذہب کے معاملہ میں دخل نہیں دیتی، آپ کو خود اپنا کام دیکھنا ہوگا، اور اپنے مقصد کے لئے خود کوشش کرنی ہوگی، اگر آپ کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہیں ہوگی تو اچھے انسان نہیں ملیں گے اچھے مسلمان بھی نہیں ملیں گے آپ کو، پیدا ہی نہیں ہوں گے اچھے مسلمان، اس کی طرف توجہ کریں گے تو اچھے مسلمان تیار ہوں گے اور سوسائٹی کو اچھے آدمی ملیں گے، آپ کو اچھی تدابیر اختیار کرنی پڑے گی، انہی تدابیر میں یہ مدرسہ اصلاح البنات ہے ان شاء اللہ اسکے بڑے اچھے نتائج سامنے آئیں گے، ہم مبارکباد دیتے ہیں شبیر صاحب کو اور جو اسکے معاونین ہیں ان کو، آنے والی نسل کو صحیح راہ پر چلنے کا موقع ملے گا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور برکت عطا فرمائے"۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

چار دن تمل ناڈو میں

آمبور اور میل وشارم کے لیے روانگی

مدرسہ اصلاح البنات سے مغرب کی نماز پڑھ کر آمبور جو تمل ناڈو میں واقع ہے، بذریعہ کار روانگی ہوئی اور وہاں تقریباً ۱۰ ربجے پہونچ گئے، قیام جناب ٹی رفیق احمد صاحب کے ہاں تھا، آمبور اور میل وشارم تمل ناڈو کے مشہور مسلم تعلیمی اقتصادی مراکز ہیں جہاں چمڑے کی صنعت بین الاقوامی سطح پر اعتبار رکھتی ہے کسی ہندو تہوار کی وجہ سے کارخانے بند تھے، ان کا دفتر مدراس میں ہے، جناب ٹی عبدالواحد صاحب (والد جناب ٹی رفیق صاحب آمبور) اور جناب خضر حسین صاحب (والد ملک ہاشم صاحب) کو اللہ نے بڑی وجاہت اور اونچی حیثیت سے نوازا تھا، بڑی سے بڑی دینی وسیاسی شخصیات ان کی دعوت پر آجاتی تھیں، اس دور میں ان کے فرزندان وجانشینوں نے اس حیثیت کو نہ صرف قائم رکھا بلکہ آگے بڑھایا، ملک ہاشم صاحب کے فرزند مولانا ابراہیم صاحب قاسمی رکن شوریٰ دارالعلوم دیوبند بذات خود گاڑی لے کر بنگلور آئے تھے، حضرت کو وہی ڈرائیو کر کے آمبور لائے جہاں ٹی رفیق احمد صاحب اور ان کے صاحبزادے عدنان صاحب اور مولانا سید اسلم منصور ندوی صاحب چشم براہ تھے، مولانا ابراہیم صاحب رات ہی کو میل وشارم چلے گئے کہ ایک دن کے بعد میل وشارم لے جانے کے لیے آئیں گے، آمبور میں ٹی رفیق صاحب کے مکان پر دوشب قیام رہا، یہاں ایک جماعت ملنے آئی جو یورپ میں وقت لگا

www.abulhasanalinadwi.org

کرآئے تھے ان لوگوں نے بتایا کہ اسلام کے لیے کس طرح لوگوں کے دل کھل رہے ہیں، تھوڑی محنت اور توجہ کی ضرورت ہے۔

جامعہ دار السلام عمر آباد میں

جامعہ دار السلام اہل حدیث مکتب فکر کا معتدل اور خالص دینی وتربیتی اور دعوتی ادارہ ہے جسے کاکا محمد عمر صاحب مرحوم نے قائم کیا تھا جن کا کاروبار پنجاب تک پھیلا ہوا تھا اور وہ اپنے امرتسر کے قیام میں وہاں کے مشہور بزرگ عالم دین مولانا عبد الجبار غزنوی کی صحبت اور درس قرآن سے مستفید ہوتے تھے علامہ شبلی نعمانی مولانا عبد الجبار غزنوی کے تقوی وتقدس کے بڑے قائل تھے ان کے والد مولانا عبد اللہ غزنوی نہ صرف بڑے ربانی عالم محدث و مصلح تھے بلکہ کبار اہل اللہ میں تھے جن کے شیخ مولانا حبیب اللہ قندھاری امیر المومنین حضرت سید احمد شہیدؒ کے خلیفہ تھے اس لیے اس ادارے کو خانوادہ سید احمد شہید اور ان سے اور ان سے متعلق ادارہ ندوۃ العلماء سے گہرا تعلق ہے۔

جامعہ دار السلام عمر آباد میں نائب صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ جناب کاکا سعید عمری نے حضرت مولانا اور مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک نشست رکھ لی تھی ، ۱۲ ؍ بجے کے قریب جامعہ دار السلام کے احاطہ میں داخل ہوئے ، طلباء واساتذہ پہلے سے ہال میں موجود تھے ، فوراً ہی جلسہ شروع ہو گیا ، تلاوت کلام پاک اور نعت شریف کے بعد مولانا سید بلال حسنی ندوی کی تقریر ہوئی جو طلباء کی تربیت سے متعلق تھی ، اس کے بعد مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی نے خطاب کیا ، مولانا نے ندوہ اور جامعہ کے درمیان ربط بڑھانے پر زور دیتے ہوئے کہا:

علم کے بارے میں توقف غلط ہے

''بحث وتحقیق کے کام کو آگے بڑھانے کی ضرورت ہے ، علم کے بارے میں توقف غلط ہے ، تحقیق کا سلسلہ جاری رہنا چاہیے تا کہ علم کو آگے بڑھایا جا سکے ، افسوس کہ جو

www.abulhasanalinadwi.org

کام مسلمانوں کا تھا، اس کو یورپ نے لے لیا، چنانچہ وہ آگے بڑھتا چلا گیا جبکہ وہ صدیوں تک مسلمانوں کا شاگرد رہا ہے"۔

"دوسری بات جو ضروری ہے وہ یہ کہ علم کو دعوت سے جوڑا جائے اور دعوت کے لیے ضروری ہے کہ جس کو دعوت دی جارہی ہے اس کے علوم، افکار، کلچر، خصوصیات سے واقف ہوا جائے، آج اس طرح کے علماء و داعیان اسلام تیار کرنے کی سخت ضرورت ہے، یہ کام ختم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے آج فساد ہے، تکفیر کا ماحول ہے، آج کل کے ماحول میں مسلکی فرقوں میں مفاہمت کی سخت ضرورت ہے، اور اپنے اپنے میدان میں رہ کر کام کرنے کی ضرورت ہے"۔

"آخری بات یہ ہے کہ راہ اعتدال کو اپنایا جائے، ہمدردی کا موقف ہونا چاہیے، اختلاف کو کم کر کے مفاہمت کی راہ نکالی جائے، غلط فہمیوں کو دور کیا جائے، اگر ہم یہ ذہن تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے تو مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی کشمکش ختم ہو جائے گی"۔

جنوب کا ندوہ

حضرت مولانا مدظلہ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

"اس ادارہ کو ندوۃ العلماء لکھنؤ سے خاص مناسبت ہے، علامہ سید سلیمان ندویؒ کی تحریر اس کی شاہد ہے، کہ دارالسلام عمر آباد جنوب کا ندوہ ہے، یہ بات انہوں نے اس لیے کہی کہ تعلیم و تربیت اور دعوت تینوں کی جامعیت اور اعتدالی منہج میں یہ دونوں ادارے بڑا قرب اور مقصد قیام میں ہم آہنگی رکھتے ہیں، ہمارے ادارے صرف تعلیمی ادارے نہیں بلکہ تربیت گاہیں ہیں جہاں ایسے لوگ تیار کیے جاتے ہیں جو اسلام کو صحیح شکل میں پیش کرتے ہیں تاکہ اسلام کی فکر اور اسلام کی روح پیش کی جائے، اسلام میں اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت رکھی ہے کہ وہ صحیح ڈھنگ میں صحیح حالت میں ہم تک پہنچا، دوسری قوموں میں دوسرے مذاہب میں یہ بات نہیں اور یہ اس وجہ سے ہوا کہ ہر آنے والی نسل کی فکر کی گئی، اب ہمارے طلباء و علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ دو باتوں کی طرف متوجہ ہوں"۔

www.abulhasanalinadwi.org

''ایک تو یہ کہ خود صحیح دین پر عمل کریں اور دوسرے یہ کہ دوسروں تک صحیح طریقہ سے دین کو پہنچائیں''۔

کاکا سعید صاحب نے اپنے مکان پر ظہرانہ رکھا تھا، ظہرانے کے بعد راقم الحروف اور مولانا بلال حسنی صاحب اور مولانا محمود حسنی ندوی کتب خانہ دیکھنے گئے تھے پھر وہاں سے آمبور کی قیام گاہ واپس آئے۔

تزکیۂ نفس کے موضوع پر ایک جلسہ آمبور میں

۱۷ر جنوری بروز سنیچر بعد نماز مغرب ٹی عبدالواحد اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن آمبور کی طرف سے ''تزکیہ نفس'' کے موضوع پر ایک پروگرام رکھا گیا تھا، حضرت مولانا کی تقریر سے پہلے مولانا سید بلال حسنی ندوی نے قرآن وحدیث کی روشنی میں خطاب کیا، ان سے قبل جناب عبدالمجید پاریکھ صاحب کو ان کے والد گرامی مفسر قرآن مولانا عبدالکریم پاریکھ کی نسبت سے دعوت سخن دی گئی اور انھوں نے قرآن مجید میں تزکیہ نفس کی آیات کا انتخاب کر کے مؤثر بات کی قاری محمد قاسم صاحب مرحوم کے خلا کو دور کرنے کی شکل اس طرح اختیار کی گئی کہ ان کے صاحبزادے قاری محمد عاصم انصاری سے ایک نعت پڑھوائی گئی، مولانا سلم منصور ندوی کو جلسہ کی نظامت کرنی تھی اور انہی نے تزکیہ نفس کا عنوان طے کرایا تھا مگر وہ اچانک مدراس کے سفر کی وجہ سے شرکت سے معذور رہے، آخر میں حضرت مولانا دامت برکاتہم نے خطاب میں فرمایا:

حضرت مولانا نے تزکیۂ نفس کے لیے اہل اللہ کی صحبت قرآن مجید کی تلاوت نماز کا اہتمام تجدید نیت اور اخلاص واحسان کی کیفیت پیدا کرنے کے خیال وفکر کو اہم عنصر بتایا، حضرت مولانا نے مزید فرمایا: ''تزکیہ نفس یہی ہے کہ نفس پاک کیا جائے، صاف کیا جائے، کفر کی گندگی سے، شرک کی گندگی سے، نفاق کی گندگی سے، بدعقیدگی کی گندگی سے، جھوٹ کی گندگی سے، غیبت کی گندگی سے، بداخلاقی کی گندگی سے، بے حیائی وبدکرداری کی گندگی سے، انسان کے ساتھ شیطان بھی لگا ہے اور اس کی خواہشات بھی لگی ہیں، اب یہ دیکھنا ہے کہ وہ نفس پر عمل کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرتا

www.abulhasanalinadwi.org

ہے، یہ دنیا ایک امتحان گاہ ہے، نگرانی ہو رہی ہے، وقت بھی کم ہے، پرچہ کرنا ہے، اب اگر اس نے صحیح پرچہ کیا اور کامیاب ہو گیا تو آخرت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوگا اور اگر ناکامی مقدر ہوئی تو عذاب جھیلے گا، اب ہم کو خود ہی سوچ لینا ہے کہ ہمیں کیا کرنا ہے''۔

مدرسہ مفتاح العلوم میل وشارم میں

آمبور تک قافلہ میں الحاج عبدالمجید پاریکھ فرزند مفسر قرآن اوران کے رفیق مجاہد اقبال ایڈوکیٹ (پربھنی) بھی تھے، مگر صبح ان کو جہاز چنئی سے پکڑنا تھا اس لیے دیر رات آمبور سے وہ روانہ ہو گئے تھے، مولانا سید اسلم منصور ندوی کو بھی مدراس جانا پڑ گیا جہاں کسی عزیز کے جنازہ میں شرکت کرنی تھی اس لیے وہ آمبور کے قیام میں ساتھ نہ رہ سکے صرف ملاقات ہی رہی، انہوں نے ندوۃ العلماء کے علمی و تحقیقی شعبہ المعهد العالی للدراسات الشرعیہ کے متعلق کچھ گفتگو کی جس میں ان کا تعاون شامل ہے۔

دوسرے دن صبح کو میل وشارم جانا تھا جہاں جناب ملک ہاشم صاحب کے مدرسہ مفتاح العلوم میں طلباء سے خطاب کرنا تھا، پروگرام اسی مدرسہ کی مسجد (مسجد خضر حسین) میں تھا جس کا افتتاح امام حرم مکی شیخ محمد بن عبداللہ بن سبیل اور مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے کیا تھا، مسجد سے متصل ایک حجرہ ہے جہاں سولہ سال شیخ طریقت حضرت قاری امیر حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رمضان میں قیام کیا تھا، اور ان سے اصلاح واستفادہ کے لیے اطراف واکناف اور دور دراز سے لوگ کھنچ کر آتے رہے جن میں خصوصیت سے مرکز نظام الدین دہلی کے حضرت مولانا ابراہیم دیولہ صاحب، پروفیسر نادر علی خان صاحب، مدینہ منورہ کے جناب اولیاء خان صاحب، حیدرآباد کے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی خاص طور پر قابل ذکر ہیں، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے حضرت قاری امیر حسن علیہ الرحمۃ کے بعد حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ سے اصلاحی تعلق قائم کیا اور وہ ان کے مجاز بیعت وارشاد بھی ہوئے، جبکہ ان کے مرشد اول حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی تھے، تمام مہمانوں کے قیام وطعام کا نظم جناب ملک ہاشم صاحب پوری فیاضی سے کرتے چلے آرہے ہیں، اللہ نے ان کو بڑا حوصلہ دیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ساڑھے گیارہ بجے تلاوت کلام پاک اور نعت شریف کے بعد مولانا سید بلال حسنی ندوی کی تقریر ہوئی جس میں انہوں نے طلباء کو ان کا مقام یاد دلایا، اور ان کو ذمہ داریوں سے آگاہ کیا، اس کے بعد حضرت مولانا مدظلہ نے خطاب کیا، آپ نے فرمایا:

ایمان کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے

''ایمان بڑی چیز ہے، ایمان کا مطلب یہ ہے کہ دل سے کسی چیز کو مانے، دل کا جسم پر پورا قبضہ ہے، انسان دل کی بات مانتا ہے، دل اچھی چیز کو بھی چاہتا ہے اور بری چیز کو بھی چاہتا ہے، دل کی بڑی اہمیت ہے، انبیاء کو ہر قوم میں بھیجا گیا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کو مکمل کر دیا گیا، سمجھانے سے ایمان والوں کو نفع پہنچتا ہے، ایمان والا بھول کر غلطی کر سکتا ہے جان بوجھ کر نہیں، حضرت آدم علیہ السلام نے بھول کر غلطی کی تھی، اسی لیے ان کی توبہ قبول ہوگئی جب کہ شیطان نے جان بوجھ کر غلطی کی تو اس کو راندۂ درگاہ کیا گیا، ایمان والا فوراً متوجہ ہو جاتا ہے، ایمان والوں کا حال یہ ہے کہ وہ ہر وقت ڈرتے رہتے ہیں کسی کو نہیں پتا کہ کیا ہوگا، یہی چیز خشیت ہے، ہر وقت ڈر لگا رہے کہ کل کیا ہوگا، ایمان کے ساتھ دنیا سے جانا ہوگا کہ نہیں، ایمان کا جائزہ لیتے رہنا چاہیے''۔

''ضرورت اس بات کی ہے کہ دل کو مومن بنائیں، اگر دل ایمان والا نہیں تو بہت خطرہ کی بات ہے، دو چیزوں کی طرف توجہ کریں، ایک یہ کہ اپنا جائزہ لیتے رہیں، اپنا محاسبہ کرتے رہیں اور دوسری بات یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی باتوں پر پختہ یقین رکھیں اور ان پر عمل کریں''۔

جامعہ باقیات الصالحات: ایک تعارف

جامعہ باقیات الصالحات ان تین قدیم اور مرکزی اداروں میں ہے جو ۱۸۵۷ء کے حادثہ کے بعد مسلمانوں کو تعلیمی ثقافتی ارتداد سے بچانے کے لیے وجود میں آئے ان تین اداروں میں دارالعلوم دیوبند مظاہر العلوم سہارنپور اس اعتبار سے مؤخر ہیں کہ جامعہ باقیات الصالحات ویلور تمل ناڈو میں ۱۲۸۳ھ میں قائم ہوا جبکہ دیوبند سہارنپور

www.abulhasanalinadwi.org

میں دارالعلوم ۱۲۸۶ھ میں اور اسی سال سہارن پور میں ہی مظاہر العلوم قائم ہوا، اور اس کے کچھ عرصہ بعد لکھنؤ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء قائم ہوا اور یہ چاروں درسگاہیں ولی اللٰہی درسگاہیں کہلائیں، البتہ دارالعلوم دیوبند، مظاہر العلوم اور ندوۃ العلماء نے عالمی سطح پر اپنی جو پہچان بنائی اور علمی دینی وفکری قیادت کا بیڑا اٹھایا اس کے مقابل باقیات کا شہرہ دور دور نہ ہو سکا، اس کے بانی حضرت شاہ عبدالوہاب بڑے عالم اور عامل بالسنۃ تھے، صاحب نسبت بزرگ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی کے مرید اور علامہ رحمت اللہ کیرانوی کے شاگرد خاص اور قطب ویلور شاہ عبداللطیف علیہ الرحمۃ اور حضرت شاہ فضل الرحمان گنج مرادآباد کے خلیفہ تھے، جنوب ہند میں ان کا بڑا فیض پھیلا ہے اور ان کے مدرسہ کے فضلاء میں بڑی اہم شخصیتوں کے نام نظر آتے ہیں جنہوں نے جنوب ہند کے مختلف علاقوں میں بڑی تعلیم گاہیں اور اہم مراکز قائم کیے جن میں تمل ناڈو کیرالا کرناٹک کے متعدد اہم مدارس میں بنگلور کا جامعہ سبیل الرشاد خاص طور پر قابل ذکر ہے جسکے بانی حضرت شاہ ابوالسعود احمد باقوی علیہ الرحمۃ اور موجودہ مہتمم وناظم امیر شریعت کرناٹک مولانا مفتی اشرف علی باقوی مدظلہ ہیں، باقیات الصالحات میں جو لمحات گزرے وہ یادر ہیں گے۔

طلبہ واساتذہ سے ایک خطاب

عصر کی نماز کے بعد جامعہ باقیات صالحات جانا ہوا، وہاں حضرت مولانا نے عربی میں خطاب کیا، حضرت مولانا نے اپنے خطاب میں کہا:

"یہ زندگی جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے وہ امتحان کے لیے دی ہے کہ ہمارے بندے شکر کرتے ہیں کہ نہیں، اگر وہ شکر کریں گے تو نعمتوں میں اضافہ بھی ہوگا اور آخرت میں بھی کامیابی ملے گی، اور اگر شکر ادا نہیں کریں گے تو نعمتوں میں کمی بھی آئے گی اور آخرت کی سزا مقدر ہوگی، آپ سب طالبان علوم نبوت ہیں، آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے، دنیا کی زندگی کے تجربات ہم دوسروں سے حاصل کرتے ہیں لیکن آخرت کے متعلق احکامات ہم کو صرف حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں سے معلوم ہو سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ

www.abulhasanalinadwi.org

نعمت دی ہے، دعوت کا کام نبوی کام ہے، یہ عمل کبھی ختم نہیں ہوگا، آپ مدرسے میں سیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کیا ہیں، آپ کا کام دعوت کو پہنچانا ہے، قرآن مجید میں ہے:

"فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُواْ فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُواْ قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُواْ إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ" (توبۃ:۱۲۲)

"ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر آبادی سے ایک تعداد نکلے (جو اپنے اپنے علاقوں سے مرکز اسلام میں جائے) تاکہ دین میں تفقہ حاصل کرے، (ایمان، اسلام اور احسان کی تفصیلات کو اچھی طرح سمجھے، عقائد، شریعت اور تزکیہ سے بخوبی واقف ہو) اور اپنے لوگوں کو واپس آکر خبردار کرے، متنبہ کرے، تاکہ وہ چوکنا ہوں (خطرات کو سمجھیں اور فکرمند ہوں)"

اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے، اس پر شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں خالص دینی مدرسہ میں بھیجا، اس طرح اچھی تعلیم بھی ملی اور اچھا ماحول بھی ملا، یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جو انسان کی شخصیت کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہیں، اور شکر یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی کو بہتر بنانے کی کوشش کریں"۔

میل وشارم سے مدراس روانگی

میل وشارم سے مدراس کا ہائی وے خستہ حال نظر آیا، معلوم ہوا کہ ایک حکومت سابقہ حکومت کا کام سمجھ کر نظر انداز کرتی ہے، آخر تنگ آکر لوگوں نے حکومت پر مقدمہ کردیا ہے، کورٹ حکومت کو مجبور کرے گی کہ جب ٹول لیا جارہا ہے تو اس کام کی تکمیل کی جائے ورنہ ٹول لینے کی حکومت جاز نہیں ہوگی، راستہ میں انٹرنیشنل کمپنیوں کے مراکز اور بڑے کالجز نظر آئے اور ایک راستہ وہاں جانے کا نظر آیا جہاں کے شنکر آچاریہ بابری مسجد کے مسئلہ کے حل کے لیے فارمولہ پیش کررہے تھے مگر اس پر اتفاق نہ ہوسکا تھا، مولانا ابراہیم صاحب ساتھ تھے جب کہ ٹی رفیق صاحب پہلے سے مدراس پہنچ چکے تھے۔

مدراس میں تین دن کا قیام

مدراس کی علمی آبیاری شمالی ہند کی متعدد شخصیات نے کی جن میں ملا بحر العلوم مولانا

www.abulhasanalinadwi.org

عبدالعلی فرنگی محلی کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہے، وہ یہیں مدفون ہیں، اس طرح نواب آرکاٹ کی خدمات بھی ناقابل فراموش ہیں، مدراس ساحل سمندر پر واقع ہے اور بڑی خصوصیات کا حامل شہر ہے، اس کے قریب تابعین اور تبع تابعین کی آمد سنی، صحابہؓ کے قدوم میمنت کے متعلق امکانات بھی ظاہر ہوئے حالاں کہ تاریخی اعتبار سے وہ پایہ ثبوت کو نہیں پہنچے ہیں لیکن انکار کے بھی دلائل نہیں ہیں، مدراس بڑا تاریخی شہر ہے اور جنوب ہند کا سب سے بڑا شہر ہے، ملک ہندوستان کے چار بڑے شہروں دہلی، ممبئی، کلکتہ کے بعد چوتھا نمبر اس کا ہے، اس پر برٹش گورنمنٹ نے برابر توجہ دی، اس سے قبل ایسٹ انڈیا کمپنی نے اپنے تجارتی ذرائع سے اس کے ذریعہ سے پورے ملک سے رابطہ مضبوط کیا، یہاں تک پورا غیر منقسم ہندوستان اس کے زیر تسلط ہوگیا تھا برطانوی سامراج سے آزاد کرانے کے لیے علماء اور مسلمانوں نے بڑی قربانیاں دیں اور برادران وطن کو ساتھ لے کر ۱۹۴۷ء میں اس کو آزاد کرایا دعوتی خدمات کے لیے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک خلیفہ مولانا سید محمد علی رام پوری کو مدراس بھیجا جس کے اثرات پورے جنوب ہند کیرالا کرناٹک آندھرا و تلنگانہ تک پھیلے تھے، انہی کے ایک خلیفہ مولانا عبدالحی احقر نے بنگلور اور اس کے مضافات میں بڑا کام کیا۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مولانا واضح رشید حسنی ندوی کی کتاب "رجال الفکر والدعوۃ خامس" متعلق حضرت سید احمد شہید مطبوعہ مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ)۔

ٹی رفیق صاحب کے مکان پر

جناب ٹی رفیق صاحب مدراس کی مشہور تعلیمی وسماجی شخصیت اور معروف صنعت کار وتاجر جناب ٹی عبدالواحد صاحب کے فرزند ہیں اور یہاں کی مختلف ملی و تعلیمی رفاہی اداروں کے صدر و سکریٹری اور رکن ہیں، انہوں نے اپنے ہی زیر انتظام ایک مسلم تعلیمی رفاہی ادارے انجمن حمایت الاسلام کے ایک نو تعمیر ہال میں جس کا افتتاح بھی مقصود تھا، عالمی رابطہ ادب اسلامی کے سمینار کا انعقاد کرایا، رابطہ ملک کے مختلف شہروں میں سمینار کر چکا ہے اور مدراس جیسے کئی حیثیتوں سے بڑی اہمیت حاصل ہے چھوٹ گیا تھا، جناب ٹی رفیق صاحب کی مخلصانہ دعوت کو رابطہ کے

www.abulhasanalinadwi.org

ذمہ داروں نے قبول کیا اور مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی اور یہاں کے مقامی اہل علم کے تعاون سے اس کے انعقاد میں سہولت ہوئی، قیام ٹی رفیق صاحب کے مکان پر تھا البتہ ایک روز عشائیہ کے لیے جناب ملک ہاشم صاحب کے مکان پر گئے، ٹی رفیق صاحب کے دوسرے صاحبزادے فیضان صاحب اوران کے فرزند بھی خدمت میں۔ پیش پیش رہے، مولانا سید اسلم منصور ندوی صاحب نے مدراس سے ''سدرۃ'' مجلّہ نکالنے کا عزم ظاہر کیا اور اس کے لئے حضرت مولانا مدظلہ کی سرپرستی چاہی جو انہوں نے منظور کی۔

عالمی رابطہ ادب اسلامی کا کل ہند سمینار

۱۹ر جنوری بروز دوشنبہ صبح ۱۱ر بجے انجمن حمایت اسلام کے زیر اہتمام ایک بلڈنگ کا افتتاح تھا، افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا نے کہا:

''مجھے بہت خوشی ہے کہ انجمن حمایت اسلام کے ماتحت دارالانصار کا ایک شعبہ قائم کیا گیا جس کا مقصد تعلیم وتربیت ہے، مسلمانوں میں تعلیمی کام کرنا اور ان کی تربیت کے لیے محنت کرنا بہت ضروری ہے، علی گڈھ مسلم یونیورسٹی جب قائم ہوئی تو مسلمانوں کو کام کے بہت مواقع حاصل ہوئے، اسی طرح انجمن حمایت اسلام کے زیر اہتمام دارالانصار کا یہ شعبہ جس کی عمارت کا افتتاح عمل میں آیا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور جس مقصد کے لیے یہ عمارت بنائی گئی ہے اس مقصد میں کامیاب فرمائے''۔

اسی کے فوراً بعد عالمی رابطہ ادب اسلامی کی افتتاحی نشست تھی، سکریٹری رپورٹ کے بعد صدارتی خطاب ہوا جس میں حضرت مولانا نے کہا:

ادب پوری انسانی زندگی سے تعلق رکھتا ہے

''ادب پوری انسانی زندگی سے تعلق رکھتا ہے، وہ انسان کا عمل ہے، اس کو انسانیت ہی کے دائرہ میں رہنا چاہیے، یورپ سے جو تہذیب آئی ہے، یہ اس کا نتیجہ ہے کہ ادب کو نفسانی خواہشات کے لیے استعمال کیا جانے لگا ہے''۔

www.abulhasanalinadwi.org

سیمینار کی خصوصیت اور دوسرے پروگرام

رابطہ ادب اسلامی کا یہ سیمینار ایک کامیاب سیمینار تھا جس میں اہل علم وادب کی اچھی شرکت رہی، لندن سے مولانا عیسیٰ منصوری نے اپنی شرکت سے اس کا عالمی سیمینار بنادیا، گجرات، مہاراشٹر، آندھرا، تلنگانہ، کرناٹک، کیرالا، مدھیہ پردیش، بہار، اڑیسہ، ہریانہ، پنجاب، دہلی وغیرہ کے نمائندوں نے اپنے مقالات کے ساتھ شرکت کی، جناب ٹی رفیق صاحب کا خطبہ استقبالیہ بڑا پر مغز تھا جس میں انہوں نے مدراس کی علم دوستی وادب نوازی کو بڑے اچھے انداز میں پیش کیا تھا، مدراس جو ملک کے ایک کنارے پر واقع ہونے کی وجہ سے علم وادب سے کٹا ہوا نظر آتا تھا، اس میں بڑے حصہ دار کے طور پر سامنے آیا، سیمینار کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر مقامی علماء وادباء اور ریاست تمل ناڈو کے ذمہ داروں کو یہ احساس ہوا کہ انکو پھر موقع دیا جائے کہ وہ پھر سیمینار کا انعقاد کریں اور دینی لٹریچر کو مقامی تمل زبان میں متاثر کن اسلوب میں پیش کرنے کا اقدام کریں، اس سلسلہ میں خاص طور پر عمر آباد کے ناظم کاکا سعید احمد صاحب اور ان کے صاحبزادے کاکا انیس صاحب نے اپنے جذبہ کا اظہار کیا، اس جذبہ واحساس کا سامنے آنا اس سیمینار کی کامیابی کا کھلا مظہر تھا۔

دوروزہ سیمینار میں شرکت کے بعد مغرب بعد جامع مسجد میں اصلاح معاشرہ کے ایک جلسہ کو حضرت دامت برکاتہم نے مسجد پریامیٹ میں خطاب کیا جس میں ہر عمل کو اللہ کے یہاں جواب دہی کے احساس کے ساتھ کرنے پر زور دیا، اور یہ کہ ہم کسی چیز کے مالک نہیں ہیں امین ہیں، مالک اللہ ہے، اس لیے ہمیں ہر موقع پر ادائیگی امانت کا پورا خیال رکھنا چاہیے اور اسراف سے بچنا چاہیے۔ یہ مدراس کی اہم ترین مسجد شمار ہوتی ہے جہاں اثر ورسوخ رکھنے والی شخصیات نماز پڑھتی ہیں، ایک طویل عرصہ تک مولانا قاری محمد قاسم انصاری بھوپالی مرحوم نے یہاں کے امام وخطیب رہے، ان کی یاد ہم سبھی کو بہت آئی، مدراس کے سفر میں وہ برابر ساتھ رہتے تھے اور ان کی تلاوت کانوں میں آج بھی گونجتی ہے۔

یہاں سے ملک ہاشم صاحب کے ہاں کھانے پر سب جمع ہوئے اور پھر اپنی منزل سے اسٹیشن روانہ ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

آندھرا اور تلنگانہ کے شب و روز

آندھرا کا اطلاق ایک سال قبل تک حیدرآباد سکندرآباد نظام آباد وغیرہ سے لے کر وجے واڑہ گنٹور سبھی پر مشتمل تھا، اب آندھرا سے حیدرآباد نظام آباد وغیرہ نکل گیا اور اس کی راجدھانی وجے واڑہ اور گنٹور کے درمیان میں بنائی جا رہی ہے گویا وجے واڑہ اس کی راجدھانی ہوگی، اس لیے اس کی زمینوں، فلیٹ وغیرہ کی قیمتیں اور عمارتوں کا کرایہ بہت بڑھ گیا ہے حضرت مولانا کو جناب محمد سائب سکری بھٹکلی صاحب بڑی مخلصانہ دعوت دیتے رہے ہیں، اس لیے مدراس سے نکل کر وجے واڑہ میں قیام کو ترجیح دی گئی۔

وجے واڑہ میں تین دن

رات کی ٹرین سے حضرت مولانا مدظلہ جناب سکری صاحب بھٹکلی کی دعوت پر وجے واڑہ روانہ ہوگئے، دوسرے دن صبح وجے واڑہ اسٹیشن پر پہنچ گئے جہاں سکری صاحب مع صاحبزادگان استقبال کے لیے موجود تھے۔

وجے واڑہ شہر میں چار پروگرام ہوئے ایک اسکول کا ''ماڈرن پبلک اسکول'' جو جناب شکیب سائب سکری صاحب چلا رہے ہیں اور یہ ان کی فکر کی بات ہے کہ نوجوان نسل کو تعلیمی ارتداد سے بچانے کے لیے اسکول کا بڑا مالی خسارہ بھی برداشت کرتے ہیں جو کہ کرایہ کی عمارت میں قائم ہے، پہلی تقریر مولانا سید بلال حسنی ندوی کی ہوئی، اس کے بعد تعلیم و تربیت کی اہمیت وافادیت پر حضرت مولانا کا جامع خطاب ہوا، حضرت مولانا نے فرمایا:

www.abulhasanalinadwi.org

عصری تعلیم کے ساتھ بچوں کی دینی تربیت کی جائے

''جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اسی وقت سے سیکھنا شروع کر دیتا ہے، تین چار سال تک وہ اپنے گھریلو ماحول میں سیکھتا ہے، اپنے ماں باپ کو جیسا کرتا ہوا دیکھتا ہے ویسا کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس کے بعد والدین اس کو اسکول میں داخل کر دیتے ہیں، اب وہ جتنا گھر میں سیکھ چکا، اس کے بعد کی چیزیں سیکھتا ہے اور اساتذہ اور ساتھیوں کے اثرات اس پر مرتب ہوتے ہیں، اگر اس کو اچھے ساتھی مل گئے تو اس کے اچھے اثرات اس کے اوپر مرتب ہوتے ہیں اور اگر برے ساتھی مل گئے تو اس کے اچھے نتائج سامنے نہیں آتے، آج ہمارے معاشرے میں برے اثرات زیادہ ظاہر ہو رہے ہیں کیوں کہ ہم تربیت میں کوتاہی کر رہے ہیں، ان شاء اللہ یہ اسکول اپنے بلند مقصد میں کامیاب ہوگا اور یہاں سے جو بچے تربیت حاصل کریں گے وہ بلند مقاصد والے ہوں گے اور دینی بنیادوں پر ان کی تعلیم ہوگی، اس وقت ضرورت اس بات کی ہے کہ اچھے اور معیاری اسکول قائم کیے جائیں جہاں عصری تعلیم کے ساتھ بچوں کی دینی تربیت کی جائے''۔

انسان اپنے مقصد سے دور ہو گیا ہے

دوسرا خطاب مرکز تبلیغ کی مسجد میں بعد مغرب ہوا جس میں شہر کا بڑا مجمع موجود تھا حضرت مولانا نے اپنے موثر خطاب میں فرمایا:

''یہ دین ایسا دین ہے جس میں دین و دنیا کی کوئی تفریق نہیں، لیکن دین و دنیا کو جوڑنا اسی وقت ممکن ہوگا جب انسان اس کو جوڑے گا، ہم کو اس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ دین و دنیا کو جوڑیں، ہم نے دین و دنیا کو الگ کر دیا ہے، دونوں کو الگ الگ خانوں میں بانٹ دیا، جس کی وجہ سے بہت سی نعمتوں سے ہم محروم ہو گئے ہیں، اس جامعیت کی دعوت اسلام نے دی ہے، اس جامعیت کی وجہ سے جو فائدہ مسلمانوں کو حاصل ہے وہ دوسری قوموں کو نہیں حاصل ہے کیوں کہ ان کے ہاں آخرت کا تصور نہیں ہے، انسان اس دنیا میں

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ تعالیٰ کا نائب ہے اور اسی وجہ سے دنیا کا نظام چلانے کی ذمہ داری اس کو دی گئی ہے، یہ آفات اور مصیبتیں جو آتی ہیں وہ یونہی نہیں آتی ہیں بلکہ یہ سب ہمارے اعمال بد کا نتیجہ ہیں، قرآن مجید میں اس طرح کے واقعات کا ذکر موجود ہے، مصیبتوں سے عبرت حاصل کرنی چاہیے، دنیا کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے سے منع نہیں کیا گیا بلکہ مقصد کو پیش نظر رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، آج انسان اپنے مقصد سے دور ہو گیا ہے، دنیا کی لذت میں پڑ گیا ہے، ہماری زندگی صبر وشکر کے درمیان رکھی گئی ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی کو سامنے رکھیں، ہم کو سمجھنا چاہیے جو مصیبتیں آرہی ہیں وہ سب ہمارے اعمال کا نتیجہ ہیں، ہم کو جائزہ لینا چاہیے اور اپنی اصلاح کرنی چاہیے"۔

دوسری سرگرمیاں

۲۳/جنوری بروز جمعہ حضرت مولانا کا نماز جمعہ سے قبل مسجد سیدنا عثمانؓ میں خطاب ہوا، جو شہر کے کنارے انہی کے باغ کے قریب ہے، اس میں حضرت مولانا نے دعوتی مقاصد کو واضح کیا، حضرت مولانا کے خطاب سے پہلے مولانا سید محمود حسن حسنی ندوی نے بھی تقریر کی، نماز جمعہ مولانا سید سحبان ثاقب ندوی صاحب نے پڑھائی، جو حضرت مولانا مدظلہ کے رفیق سفر وحضر ہیں۔

ظہرانہ سکری صاحب نے اپنے باغ میں رکھا مگر قیلولہ ان کے مکان میں جا کر کیا، اس موقع پر وجے واڑہ اور گنٹور میں مقیم بھٹکلیوں اور بعض دوسرے اہل تعلق کو جمع کر لیا تھا۔

وجے واڑہ سے ۸۰/کیلومیٹر دور ایک علاقہ ایلورمیں جو کہ تعلیمی اعتبار سے بہت ہی پسماندہ ہے، عیسائی مشنریز اور قادیانی مبلغوں نے یہاں اپنا ایک جال بچھا رکھا ہے، مولانا وصی اللہ ندوی نے وہاں ایک مدرسہ قائم کیا ہے، ان کی خواہش پر حضرت مولانا وہاں تشریف لے گئے، حضرت مولانا سے قبل مولانا سید بلال حسنی ندوی نے مدارس کی اہمیت وافادیت پر کچھ روشنی ڈالی، اس کے بعد حضرت مولانا نے مختصر خطاب کیا۔

مغرب کی نماز کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ایک جلسہ کا انعقاد ہوا، اس

www.abulhasanalinadwi.org

جلسہ میں حضرت مولانا نے صدارتی خطاب کیا، جس میں انہوں نے حضور خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی بڑھتی ہوئی تاثیر وافادیت اور جس طرح دنیا بظاہر مادی ترقی اور درحقیقت اخلاقی وروحانی تنزل وانحطاط کی طرف لے جارہی ہے اس کو صرف شریعت محمدی ہی بچاسکتی ہے اور اس کی روشنی میں دنیا کو تاریکیوں سے نکالا جاسکتا ہے۔

جمعہ گزار کر اعلی الصباح سنیچر کو مولانا بلال حسنی ندوی اور مولانا محمود حسنی ندوی لکھنؤ کے لیے اور بقیہ حضرات حیدرآباد روانہ ہوگئے، جناب مصلح الدین صاحب حیدرآباد سے ملنے آگئے تھے، وہ ساتھ حیدرآباد گئے۔

حیدرآباد کے سفر کا ایک سبب سیٹوں کا کنفرم نہ ہونا اور حضرت مولانا کے مخلص وقدیم رفیق جناب انجینئر محمد عثمان ایم، ایچ، حسین صاحب صاحب سے ملاقات بھی تھا جو عمرہ کے سفر سے واپس آئے تھے، اور خود ملنے لکھنؤ آنے کا ارادہ رکھتے تھے۔

وجے واڑہ کے قیام کے میں جناب محمد سائب سکری صاحب، ان کے صاحبزادگان شکیب سکری اور بلال سکری صاحبان اور الحاج عبدالغنی محتشم مرحوم کے صاحبزادگان، بھٹکل کے ہی وسیم صاحب وجے واڑہ کے عثمان صاحب وغیرہ نے پوری میزبانی کی اور ساتھ رہے، پروگراموں کی تشکیل وترتیب میں بھی یہ سبھی حضرات اور ندوی فضلاء مولانا وصی اللہ ندوی مولانا مقبول احمد ندوی وغیرہ نے حصہ لیا۔

گنتور جو صرف تیس کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے اور پانچ سال قبل وہاں پیام انسانیت کے ایک پروگرام میں حضرت مولانا دامت برکاتہم اور مولانا عبداللہ حسنی ندوی مرحوم شرکت فرماچکے تھے، اس بار مولانا بلال حسنی صاحب گنتور تنہا گئے، گنتور میں بھی ندوی فضلاء اور ضیاء العلوم رائے بریلی کے فارغین تعلیم ودعوت سے جڑے ہیں اور مولانا خالد بیگ ندوی کا اسکول بھی چل رہا ہے جس کے اچھے تربیتی نتائج سامنے آرہے ہیں۔

مولانا عباس ندوی بھی گزشتہ سفر میں اپنے یہاں مدرسہ لے گئے، ہمارے اکابر کا ان کے والد سے جو تعلق ہے اس بنا پر اس سفر کا امکان تھا مگر مولانا عباس ندوی صاحب کویت سے پہنچنے سے قاصر تھے اور انہیں حسرت وندامت تھی۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایک دن حیدرآباد میں

صبح ۱۰ بجے بذریعہ کار حیدرآباد روانگی ہوئی، درمیان میں مولانا غوث ندوی کے مدرسے میں تھوڑی دیر کے لیے ٹھہرنا ہوا، عشاء کے قریب حیدرآباد پہنچے، حیدرآباد میں قیام محمد بھائی پٹنی کے صاحبزادہ جناب ابوالحسن صاحب کے گھر بنجارہ ہلس میں ہوا، دوسرے دن صبح سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا جن میں خاص کر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے سکریٹری جناب عبدالرحیم قریشی، جناب انجینئر محمد عثمان ایچ، ایم حسین صاحب، مولانا رحیم الدین انصاری، پروفیسر محسن عثمانی ندوی، مولانا راشد نسیم ندوی، مولانا قطب الدین، مولانا فصیح الدین، مولانا مصور حسین ندوی اور اس کے علاوہ اہل تعلق کی ایک بڑی تعداد موجود تھی، حیدرآباد کی ایک روشن تاریخ رہی ہے یہ بڑی علم درست ریاست رہی ہے یہ نظام کی ریاست کہلائی۔

نظام کا حیدرآباد آندھرا کا دارالحکومت بنا تھا، اب آندھرا کا نہیں تلنگانہ کا دارالحکومت ہے، حیدرآباد آتے ہی مسلم ثقافت کے جو دلکش نقوش سامنے آجاتے ہیں یہاں کی تہذیب رہن سہن آداب زندگی لباس کھانے کی قسمیں یہاں کی مسجدیں خاص طور پر مکہ مسجد، چار مینار، قلعات، نہریں، موسی ندی قطب علی شاہ، تعلیم گاہیں، جامعہ عثمانیہ، تحقیقی علمی ادارے، اکیڈمیاں، دائرۃ المعارف العثمانیہ کے تفسیر وحدیث فقہ اور تاریخ کے مخطوطات اسی کے طفیل مطبوعات بنے اور ان کا فیضان اندرون ملک وبیرون ملک عام ہوا، تفصیل کا موقع نہیں، اہل ندوہ پر بڑا احسان اس ادارے کا یہ ہے کہ اس نے اس کے ناظم مولانا عبدالحی حسنی کی کتاب نزہۃ الخواطر کی اشاعت کی جو ابھی بھی جاری وساری ہے دینی تعلیمی مدارس وتحقیقی اداروں میں دارالعلوم سبیل السلام جس کے بانی مولانا محمد رضوان القاسمی مرحوم تھے دارالعلوم حیدرآباد جس کے بانی مولانا حمید الدین عاقل حسامی مرحوم تھے اور المعہد العالی الاسلامی جس کے بانی وناظم مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ہیں خاص طور پر قابل

www.abulhasanalinadwi.org

ذکر ہیں پچھلے سفروں میں حضرت مولانا ان کے پروگراموں میں شرکت فرما چکے ہیں۔

حیدرآباد کے لوگوں کا حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے گہرا تعلق رہا ہے، ان کے خطبات حیدرآباد اور اورنگ آباد کا مجموعہ تحفۂ دکن کے نام سے مقبول ہو چکا ہے، انجینئر عبدالرشید صاحب مقیم مدینہ منورہ اور مرحوم انجینئر سید غلام محمد صاحب کی فکرمندی سے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کے نام سے ایک دعوتی فکری ادارہ ولائبریری مرکز دعوت وتبلیغ ملّے پلّی کے پاس قائم کیا گیا تھا جس کے تحت ہی گزشتہ سالوں میں متعدد اہم پروگرام ہو چکے ہیں اور بعض کتابیں شائع ہوئی جن میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کی نقوش سیرت اہم اور قابل ذکر کتاب ہے جواب مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ سے شائع ہورہی ہے انجینئر عبدالرشید صاحب مدینہ منورہ کی کوشش ہر تشریف آوری کے موقع یہ رہتی ہے کہ وہ حضرت مولانا کو اپنے یہاں ضرور مدعو کریں اس بار بہت مختصر وقت کے لیے تشریف آوری تھی، اس لیے ان کے یہاں اور انجینئر محمد عثمان ایچ ایم حسین صاحب کے یہاں بھی تشریف نہ لے جاسکے اور جناب ابوالحسن صاحب کے یہاں قیام وطعام رہا، راقم الحروف مولانا راشد نسیم صاحب ندوی کے گھر بھی گیا۔ اور مولوی محمد عکرمہ ندوی ہمارے ساتھ رہے، میں اگرچہ وجے واڑہ سے حیدرآباد ایک روز کے لئے سکری صاحب کی تحریک پر آ گیا تھا لیکن حضرت مولانا دامت برکاتہم کے ساتھ دوسری حاضری کی بات الگ رہی، ملک کے موجودہ حالات اور اس میں ملت کے قائدین اور اہل قلم ودانش کی ذمہ داریوں اور حکمت وتدبر سے کام لیتے ہوئے داعیانہ کردار پیش کرنے اور محبت واخلاق کے مظاہرہ کے عمل کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی اور اس لئے سبھی نے اتفاق کیا۔

ایک دن بھوپال میں

رات کی گاڑی سے یہ قافلہ بھوپال روانہ ہوا، ایک دن کا سفر طے کر کے بھوپال پہونچا، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ جب پیام انسانیت کے سلسلہ میں بھوپال تشریف لے گئے تھے اور ان کے ساتھ مولانا اسحاق جلیس ندوی بھی تو انہوں

www.abulhasanalinadwi.org

نے بھوپال کی منظر کشی ان الفاظ میں کی ہے:

''بھوپال ماضی قریب میں ایک دین دوست اور علم پرور مسلم ریاست کا صدر مقام تھا جہاں علم و دین کے چشمے رواں تھے جہاں کی سرزمین نے بے شمار علماء و صلحاء حفاظ اور باکمال شخصیات کو گلے لگایا، قدردانی اور سرپرستی کی جہاں نواب سید صدیق حسن خان صاحب جیسی علمی شخصیت نے اسلامی کتب خانوں میں گراں قدر اضافہ کیا اور توحید و سنت کے احیاء اور شرعی قوانین کے نفاذ کی ہر ممکن کوشش کی جس شہر کی حکمراں خواتین نواب قدسیہ بیگم نواب شاہجہاں بیگم نے اپنی عدل و کرم گستری علم پروری اور اپنی دینداری میں ہندوستان میں نام کمایا، نواب شاہجہاں بیگم جنہوں نے تاج المساجد کی تعمیر کا کارنامہ انجام دیا، خلوص وللہیت کی یہ برکت ہے کہ آج پورے عالم میں اس مسجد کے اجتماعات کے ذریعہ دین کی دعوت عام ہورہی ہے، بھوپال خط استواء سے ایک سو گیارہ طولاً اور ۲۳ درجہ عرضاً واقع ہوا ہے، قدیم تاریخ میں اس شہر کا بانی راج بھوج کو لکھا ہے، اصل نام بھوج پال تھا جو کثرت استعمال سے بھوپال ہوگیا''۔

اسٹیشن پر سب سے پہلے ٹھنڈک کا احساس ہوا، قاضی شہر مولانا سید مشتاق علی ندوی، مولانا کلیم الرحمٰن خان ندوی اور بھی متعدد حضرات اسٹیشن پر استقبال کے لیے موجود تھے، عموماً اسٹیشن پر آکر ملنے اور استقبال و تودیع کے لیے اسٹیشن آنے کا معمول ان کے علاوہ مولانا سید بابر حسین ندوی، معروف اردو صحافی عارف عزیز، ان کے بھانجہ محمد فوزان، ڈاکٹر عارف جنید وغیرہ بھی ہیں اور بعض موقعوں پر بنفس نفیس پیر سعید میاں مجددی اور ڈاکٹر احسان خان ندوی نے زحمت فرمائی، پہلے مولانا لقمان خان صاحب کا بھی معمول تھا، قیام حسب معمول مولانا کلیم الرحمان خان ندوی کے گھر پر تھا، بھوپال میں دوسرے دن ۱۲/ بجے حضرت شاہ یعقوب مجددی علیہ الرحمہ کے جانشین پیر دارالعلوم تاج المساجد بھوپال حضرت شاہ سعید میاں مجددی سے ملاقات کی غرض سے حضرت مولانا اور مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی تاج المساجد تشریف لے گئے، تاج المساجد ہندوستان کی وسیع ترین مسجد ہے اسم

www.abulhasanalinadwi.org

بامسمیٰ جس کے حسن ودلآویزی میں اضافہ اور ترقی برابر جاری ہے اس عالیشان مسجد کی بناء نواب شاہجہاں کے عہد میں پڑی لیکن اس کی تکمیل ان کی زندگی میں نہ ہوسکی، بیچ میں کام رک گیا اور اس کے بعد تعمیر جدید اور تکمیل کا کام ۱۹۷۱ء میں ہو، حضرت شاہ سعید میاں مجددی صاحب سے وقت پہلے سے لے لیا تھا جس کی وجہ سے ملاقات میں کوئی پریشانی نہیں ہوئی، ملاقات میں متفرق مسائل زیر بحث آئے، حضرت مولانا نے ان کی خیریت دریافت کی، بھوپال میں مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ نے جناب ڈاکٹر بدر پرویز قطبی صاحب کو فون کردیا تھا وہ بھی ملنے قیام گاہ پر آگئے اور راقم الحروف کو لے کر رشتہ داروں سے ملانے لے گئے، ماشاءاللہ سب سے اچھی ملاقاتیں رہیں، وہ اس سے پہلے رائے بریلی آچکے تھے اور ان سے ملاقات یہاں ہوچکی تھی، رات میں ہم لوگوں کا ریزرویشن پشپک ایکسپریس سے تھا، صرف تین سیٹیں کنفرم ہوئی تھیں لیکن خدا کے فضل سے اسٹیشن پر مزید دو سیٹیں کنفرم ہوگئیں، اس طرح ۲۹ روز کا یہ سفر اپنے اختتام کو پہنچا، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کو قبول فرمائے اور مفید بنائے (آمین)۔

www.abulhasanalinadwi.org

ممبئی اور کیرالا کا سفر

ضمیمہ

سید خلیل احمد حسنی ندوی

www.abulhasanalinadwi.org

کیرالا

کیرالا کا سفر گذشتہ سفر جنوب کے ٹھیک ایک ماہ بعد ہوا جس میں مرتب کتاب شریک قافلہ نہ تھا، برادر محترم مولانا سید خلیل احمد حسنی ندوی استاذ مدرسہ ضیاء العلوم رائے بریلی شریک قافلہ تھے، انہوں نے اس کی روداد قلمبند کی اور خطبات کی ترتیب دی، ان کے شکریہ کے ساتھ نذر قارئین ہے۔ (امین حسنی)

ہندوستان میں اسلام کا باب الداخلہ

کیرالا ایسی ریاست ہے جس کو قدرتی حسن اور فطری جمال کا بہترین مظہر قرار دیا جاسکتا ہے اگر اس کے ایک طرف سمندر کی مچلتی ہوئی لہریں دعوت نظارہ دیتی ہیں تو دوسری جانب سبز پوش اور دراز قامت پہاڑیوں کا سلسلہ بھی ایسا پر کیف ہے جو انسان کے دامن دل کو اپنی طرف کھنچتا ہے، آدمی جس طرف سے گزر جائے وہ اپنے آپ کو ہرے بھرے دلکش اور خوبصورت درختوں کی بانہوں میں پاتا ہے اور ایسا لگتا ہے کہ جیسے ہر وردی میں ملبوس سنتری اس کے استقبال کے لیے کھڑے ہوں، لیکن اس جغرافیائی حسن وجمال کے علاوہ ایک اور چیز ہے جس کی وجہ سے ہندوستان کے ہر مسلمان کو اس خطہ سے محبت ہے ممبئی میں انگریزوں نے گیٹ وے آف انڈیا کے نام سے سمندر کے کنارے ایک باب الداخلہ تعمیر کیا ہے، اگر ہندوستان میں اسلام کا باب الداخلہ اور گیٹ وے آف انڈیا تعمیر کرنا ہو تو وہ یقیناً کیرالا میں ہوگا کیوں کہ یہی وہ خوش قسمت خطہ ہے جہاں سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں طلوع ہونے والے آفتاب عالم تاب کی کرنیں پہنچیں اور کفر وشرک کی اس سرزمین پر یہیں سے نور توحید کا اجالا ہوا۔

یوں تو کیرالا سے عربوں کا تعلق اسلام سے پہلے رہا ہے اور عرب تجار مصالحہ اور دوسری غذائی اجناس نہ صرف یہاں سے لے کر اپنے وطن پہنچتے بلکہ وہ یہ تجارتی سامان چین اور مشرق بعید تک پہنچاتے لیکن نبوت محمد کے بعد بالکل ابتدائی دور میں جزیرۃ العرب اور کیرالا کے درمیان مذہب تعلقات کے استوار ہونے اور یہاں اسلام کے پہنچنے کی شہادت

www.abulhasanalinadwi.org

ملتی ہے، ایک روایت یہ بھی نقل کی جاتی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزہ شق القمر کا ظہور ہوا تو کیرالا کے ایک راجا نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا اور اس کی حقیقت کو جاننے کے لیے بے چین ہو گیا بالآخر اس کی عرب تجار سے ملاقات ہوگئی اور ان کے ذریعہ علم ہوا کہ سرزمین عرب میں ایک نبی ظاہر ہوا ہے، یہی بات اس کے قبول اسلام کا سبب بن گئی، اس راجا کے اسلام قبول کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے واپسی کے سفر میں جاں بحق ہونے اور موجودہ سلطنت عمان یا یمن میں مدفون ہونے کا واقعہ درست ہو یا نہ ہو لیکن عرب سیاحوں کی روایت مستشرقین اور ہندوستانی مورخین کے بیانات بعض آثار قدیمہ اور کیرالا میں ملنے والے چاندی کے سکوں کے نقوش سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بالکل ابتدائی دور میں جو شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد ہی ہو، اسلام کی روشنی یہاں پہنچ گئی تھی، بعض مؤرخین کے بیان کے مطابق تیسرے خلیفہ راشد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد میں صحابی رسول حضرت مغیرہ بن شعبہ کالی کٹ تشریف لائے جہاں ایک مسجد پائی جاتی ہے وہ صحابی رسول کے یادگار کے طور پر بنائی گئی تھی۔

اسلامی فقہ اکاڈمی کا سیمینار دارالعلوم اوچھرا میں

دارالعلوم اوچھرا میں اس کے ناظم مولوی عبدالشکور قاسمی کی دعوت پر اسلامی فقہ اکاڈمی کے ذمہ داروں نے سیمینار کے انعقاد کو منظوری دی دونوں کی طرف سے حضرت مدظلہ کے لیے بہت اصرار تھا جس کی ایک مناسبت یہ بھی بیان کی جارہی تھی کہ اس میں کیرالا کے مختلف طبقات کے اہل علم وفکر جمع ہو رہے ہیں اور اس تعلیمی ودعوتی ادارہ دارالعلوم اوچھرا کے فکری بانی مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی ہیں اور اس علاقہ کو انہی سے معنون بھی کیا جارہا ہے۔

فقہ اسلامی کی عالمی کانفرنس کی افتتاحی نشست کی صدارت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی کو کرنی تھی ان کے خطاب کے اجزاء ملاحظہ ہوں:

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا امتیاز وخصوصیت

''یہ ایک حقیقت ہے کہ جس کی عمر زیادہ ہو اس کا لوگ خیال کرتے ہیں، ہندوستان

www.abulhasanalinadwi.org

میں جو حضرات دین کی خدمت انجام دے رہے ہیں، ان میں بڑی بڑی شخصیتیں ہیں اور دین کو ان سے بڑی تقویت پہونچ رہی ہے اور مولانا خالد سیف اللہ صاحب کا یہ کمال ہے اور یہ خوبی ہے کہ ان شخصیتوں کو وہ جمع کرتے ہیں، یہ فقہ اکیڈمی بڑا زبردست کام انجام دے رہی ہے، اس کا آغاز مولانا مجاہدالاسلام قاسمی نے کیا تھا، ان کے بعد ان کے شاگرد اور بھانجے مولانا خالد سیف اللہ صاحب نے اس کام کو اپنے اوپر اس طرح عائد کرلیا کہ جیسے آدمی کا اپنا ذاتی کوئی مسئلہ ہو اور اس مسئلے کے لئے وہ فکر کرتا ہے، الحمد للہ اللہ تعالی کی طرف سے ان کو اچھی صلاحیت اور خصوصیت حاصل ہوئی ہے، علمی لحاظ سے بھی اور عملی لحاظ سے بھی اور دینی لحاظ سے بھی، وہ صلاحیت ظاہر ہوتی ہے''۔

سمیناروں کا فائدہ

''ان سیمناروں سے ابھی آپ نے دیکھا کہ اس فقہ اکیڈمی کے ذریعے سے کتنا بڑا علمی سرمایہ محفوظ ہو کر برگ و بار لا رہا ہے، یہ بڑی سعادت کی بات ہے''۔

ہندوستان کی خصوصیت اور اس کے دستور کی جامعیت

''یہ ملک ایسا ملک ہے جہاں مسلمانوں کے ساتھ دیگر قومیں بھی ہیں اور دیگر مذاہب بھی ہیں، اور یہ خوشی کی بات ہے کہ ہندوستان کا جو دستور ہے وہ سیکولر ہے یعنی کسی مذہبی معاملات میں مداخلت نہ کی جائے گی اور ہر مذہب کے لوگ اپنے مذہب پر عمل کریں گے، اس نے مسلمانوں کے لئے بڑی سہولت پیدا کردی، اور میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان کا دستور ایک طرح کا معاہدہ ہے جو یہاں کے رہنے والوں کے درمیان میں ہوا ہے، اور معاہدہ کا طریقے ہمیں عہد اول سے ملتا ہے، آپ ﷺ جب مدینے تشریف لے گئے تو وہاں آپ نے یہود سے معاہدہ کیا تھا معاہدہ میں یہ ہوتا ہے کہ دونوں اپنے اپنے دائرے میں رہیں، اور عام انسانی سطح پر ایک دوسرے کا تعاون ہوگا، اس معاہدہ کی رو سے ہم دستور کے پابند بھی ہیں، اور دستور سے فائدہ بھی اٹھاتے ہیں''۔

www.abulhasanalinadwi.org

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

''آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ بھی دینی حضرات کی کوششوں سے قائم ہوا، مولانا منت اللہ رحمانی بھی اس میں پیش پیش تھے، اور اس کے قیام کا مقصد ہی تھا کہ دستور نے ہمیں جو حق دیا ہے کہ ہم اسلامی احکامات پر اسلامی تعلیمات کے نتیجے میں عمل کریں گے، وہ حق ہم سے چھینا نہ جائے''۔

''چنانچہ کئی مسئلوں میں ہمیں کوشش کرنی پڑی اور دستور کے حوالے سے توجہ دلانی پڑی، اور الحمد للہ کامیابیاں بھی حاصل ہوئیں، اور دشواریاں بھی پیدا ہوئیں، اور دشواریاں ہیں بھی، اور نئے مسائل آئے ہیں، اور اس میں جو ترمیم کی کوشش غیروں کی جانب سے کی جاتی ہے اس کی ہم دستور کے حوالے سے رد کرنے کی کوشش کرتے ہیں''۔

اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

''اسی طرح فقہ اکیڈمی کا تعلق ہے، برابر جو نئے مسائل آتے ہیں ان کا حل پیش کیا جائے، فقہ کے ماہرین کو جمع کر کے تبادلہ خیال کر کے ایک رائے قائم کی جاتی ہے، یہ اب اس دور میں ایسے حضرات جو شریعت کے تمام مصادر پر پوری طرح عبور رکھتے ہوں مشکل ہی سے دستیاب ہوتے ہیں، اس لئے اجتماعی غور و فکر اس کا بہترین حل ہے، حقیقت میں آپ دیکھئے کہ اللہ تعالیٰ کا جو بھی قانون ہے وہ حکمت سے خالی نہیں ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اسلامی شریعت کو آخری شریعت قرار دیا ہے، اب نبی نہیں آئے گا، وحی نہیں آئے گی''۔

''اس لئے کہ دین کو مکمل کر دیا گیا اور جب دین کو مکمل کر دیا اور اس میں کسی قسم کی تغیری اور تبدیلی اور ترمیم کی گنجائش نہیں ہے، پہلے انبیاء آتے تھے، اس میں علاقائی تقاضے بھی ہوتے تھے، علاقے بدل جانے پر اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ترمیم کی جاتی تھی، یہ دین ایک ہی دین ہے، یہ نہیں کہ انبیاء مختلف دین لے کر آئے تھے، ایک ہی دین ہے جس کو سارے انبیاء لے آئے، ہاں جزوی جو تغیرات ہوئے وہ اسی لئے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے

www.abulhasanalinadwi.org

سہولت چاہی ہے اوران پر بوجھ نہیں لادا ہے ان کے لئے مشکل نہیں پیدا کی ہے“۔

”اسی لئے شریعت پر آپ نظر ڈالئے تو اس میں سہولت کا بڑا اہتمام کیا گیا ہے کوئی ایسی بات نہیں کی گئی ہے جو دشواری کا ذریعہ ہے ”لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا“ اللہ تعالیٰ اتنا ہی بوجھ لادتا ہے جو انسان کے بس میں ہو“۔

دین اسلام ہر دور اور ہر جگہ کے لیے مکمل ہے

”اللہ تعالیٰ نے اس دین کو ایسا نہیں بنایا ہے اس پر عمل کرنا دشوار ہو، یہ ایک ہی دین ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے چلا آ رہا ہے۔ لیکن اس میں تغیرات علاقائی طور پر جزوی طور پر ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو یہ دین دیا ہے اور انسانوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں اگر ایک ہی دین تعین کر دیا جائے تو کسی کے لئے مشکل ہوگی اور کسی کے لئے آسانی، جہاں اشتباہ کے مسائل ملتے ہیں، وہ درحقیقت غفلت اور ناواقفیت کی وجہ سے نہیں بلکہ وہ رکھے گئے ہیں، جب دین کو اللہ تعالیٰ نے مکمل کر دیا تو دین میں کوئی نقص باقی نہیں رہ سکتا کہ یہ ہو کہ اس میں ترمیم کی ضرورت ہے، یہ اس کا حل پیش کرنے کی ضرورت ہے بلکہ وہ جگہیں جہاں ابہام ہے، وہ ابہام رکھا گیا ہے، وہ ابہام اتفاقی نہیں ہے، بلکہ حقیقت میں ہے، قرآن مجید میں ہے ”لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ“ کیا مطلب ہے اس کا؟ پوچھ کر اپنے کو تم مجبور کیوں کرتے ہو، اللہ تعالیٰ نے تم کو سہولت دے رکھی ہے، ابہام کے ذریعہ سے تو اس سہولت سے فائدہ اٹھاؤ، اہل علم کا مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ نے بڑا بلند رکھا ہے۔ اسی لئے تاکہ وہ ان مسائل کو حل کر سکیں، عوام ان مسائل کو حل نہیں کر سکتے، لیکن علماء اس کام کو انجام دیں، یہ اتنا بڑا مقام ہے، اسی لیے علماء کی عظمت شریعت میں مانی گئی ہے، قرآن کریم کے ذریعہ سے یہ دین آیا ایک طرف لوگ علم سے بالکل ناواقف تھے، اور دوسری طرف علم کو بڑی ترقی ہو چکی تھی، ادھر یونان کا علم ادھر رومیوں کا علم اور ادھر ایرانیوں کا اور ہندوستان جہاں بڑی تہذیبیں رہ چکی تھی، ان کو ایسا علم دے کر بڑی ترقی کر لی تھی، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے بقاء کا فیصلہ کیا تو درحقیقت قرآن سے وابستہ ہر چیز کے بقاء کا فیصلہ تھا، یعنی شریعت کی بقاء کا وعدہ تھا، اور شریعت

www.abulhasanalinadwi.org

کے لئے تمام کام کرنے والوں کے لئے بھی بقاء کا وعدہ تھا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسے اشخاص اور علماء پیدا فرمائے جنہوں نے جدید تمدن کے سوالات اور نئے تمدن کے چیلنجز کا بہترین حل پیش کیا، اور فقہ تیار ہوئی، فقہ کیا ہے؟ دین کو صحیح طریقے سے سمجھنا "فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ" (توبہ: ۱۲۲) تاکہ دین کی سمجھ حاصل کریں، تاکہ دوسروں کو صحیح دین سے واقف کر سکیں"۔

فقہاء کے کارنامے

"فقہاء اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے جو دین کی سمجھ رکھنے والے تھے، جب ایران فتح ہوا، اور وہ علاقہ مسلمانوں کے حصے میں آیا، اسی طرح وہ ممالک جو مفتوح کی حیثیت سے مسلمانوں کے زیر اقتدار آئے، اور مسلمانوں کو وہاں کے تمدن کے واسطہ پڑا تو اللہ تعالیٰ نے ایسے اشخاص پیدا کئے جنہوں نے شریعت کو تمدن کے لائق بنا دیا، حالانکہ شریعت ان لوگوں کو ملی تھی جو تمدن کے دور تھے اور علم سے دور تھے، لیکن جب ان پر علم کا بوجھ پڑا اور تمدن کا بوجھ پڑا، تو انہوں نے بہترین حل نکالا، اور یہ فقہ تیار کر دی، اور شریعت کو ایسا کر دیا کہ تمدن کے ماحول میں بھی اس سے کوئی دشواری نہیں، کوئی بھی تہذیب ہو، کوئی بھی تمدن ہو اس میں حل موجود ہے اور اس حل کو انہوں نے واضح کیا، اور جو تحقیقات انہوں نے کیں اس پر مسلمانوں کی نسلیں برابر چلتی ہیں اس محنت پر اعتماد کرتی رہیں، اس محنت سے فائدہ اٹھاتی رہیں، نیا تمدن آیا ہے جس نے نئے مسائل پیدا کر دیئے ہیں۔

تغیر پذیر دنیا میں علماء کی ذمہ داری

"ہمارے علماء اگر اس کا مقابلہ نہیں کریں، اور ان نئے مسائل کو حل نہیں کریں گے تو اس سے شریعت میں نقص واقع معلوم ہوگا، اور ایسا معلوم ہوگا کہ شریعت ناقص ہے، جب کہ شریعت مکمل ہو چکی ہے، نقص کا کوئی سوال نہیں، ان مسائل کے حل نہ کر پانے کی صورت میں شریعت پر الزام آئے گا کہ شریعت نئے مسائل کا حل پیش کرنے سے عاجز ہے، شریعت

www.abulhasanalinadwi.org

ناقص ہے، شریعت مکمل ہو چکی ہے، اس میں نقص کا کوئی احتمال نہیں، نئے مسائل کو حل نہ کرپانے کی صورت میں گویا کہ یہ کہا ہے کہ شریعت ناقص ہے، نئے زمانہ کے ساتھ نہیں چل سکی، نئے مسائل کو حل نہیں کرسکی"۔

"اس سے شریعت پر بہت بڑا الزام آئے گا حالانکہ یہ الزام صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب دین مکمل کردیا ہے تو اس میں نقص کی کوئی گنجائش نہیں، قیامت تک اس میں نقص نہیں نکلے گا، اور قیامت تک جو مسائل پیدا ہوں گے، اس کا حل شریعت میں نکلے گا، اور جو مسائل ہیں، ہمارے علماء جو ماخذ ومصادر سے واقف ہیں، وہ اس کا حل بتائیں اور اشکالات کا جواب دیں گے اس کے لئے ضرورت ہے ایسے علماء کی جو یہ صلاحیت رکھتے ہوں کہ نئے پیدا شدہ مسائل کو شریعت کی روح کے ساتھ اور شریعت کی سرپرستی میں اس کا حل نکالیں، تمدن کو جو ترقیات حاصل ہوئیں اس میں متعدد مسائل ایسے پیدا ہوئے جن میں شریعت کی روشنی میں حل پیش کیا گیا۔ جیسے بعض ممالک میں اوقات کا مسئلہ ہے، بعض ممالک میں شفق نہیں ڈوبتا، میرا جانا ہوا وہاں، اس زمانہ میں وہاں یہ مسئلہ چلا ہوا تھا، اور وہاں کے علماء نے اپنے اپنے فہم کے مطابق اور فقہی صلاحیت کے مطابق اس کا حل بتایا تھا، اسی طرح ایک جگہ آپ مغرب کی نماز پڑھ کے جہاز پر سوار ہوئے اور دوسری جگہ مغرب کے وقت سے پہلے پہونچ گئے تو جو لوگ کہتے ہیں وقت نماز کے وجوب کو متعین کرتا ہے، وہاں شریعت فہمی کا ثبوت دینا ہوگا کہ دین میں نقص نہیں ہے، ہر زمانے میں دین ہماری ضرورت کے مطابق ہے، اور مسائل کا حل وہ پیش کرتا ہے، اس کے لئے غیر معمولی فقہی صلاحیت کی ضرورت پڑے گی"۔

اجتماعی اجتہاد

"اس کو معمولی صلاحیت کا حامل آدمی حل نہیں کرسکے گا، اجتماعی کوشش اس سلسلہ میں زیادہ مفید ہے، انفرادی کوششوں سے یہ کام بہت اچھے طریقے سے انجام نہیں پاسکتا، اس کے لئے انفرادی صلاحیت ایسی نہیں ہوتیں کہ بالکل جامع صلاحیت کے حامل ہوں، اور اس خیر کے لئے جامع صلاحیت کی ضرورت ہے، اس لحاظ سے فقہ اکیڈمی ایک اہم ضرورت

www.abulhasanalinadwi.org

ہے اس زمانے کی، اور اس کے ذریعہ سے ہم دین کا دفاع اچھے طریقے سے کر سکتے ہیں، اور ان اشکالات کا رد کر سکتے ہیں جو اشکالات بعض وہ لوگ پیدا کرتے ہیں جو دین سے ناواقف ہیں یا دین کے دشمن ہیں، اس کیلئے ضروری ہے کہ ایسے اجتماعات ہوں جہاں فقہ کے ماہرین جمع ہوں، نئے نئے مسائل کا حل پیش ہو، اور شریعت کا صحیح علم وہ پیش کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس دین کو مکمل کر دیا ہے اور مکمل کا مطلب ہے کہ اس میں ہلکی سی ترمیم کی بھی گنجائش نہیں ہے"۔

اکثریت واقلیت کا فرق

"جہاں مسلمان اکثریت ہیں وہاں سہولتیں زیادہ ہیں مسائل کم ہیں، جہاں ہم اقلیت میں ہیں، وہ سہولتیں کم ہیں اگر ہم ان مسائل کو حل نہیں کریں گے تو حکومت تو ان مسائل کو حل نہیں کرے گی، یہاں مسلمانوں کو اپنی صلاحیتوں سے ان مسائل کو حل کرنا ہے، ان تقاضوں کو پورا کرنا ہے جو مذہب کے سلسلہ میں پیش آرہے ہیں تاکہ وہ دین پر صحیح طور پر عمل کر سکیں، اور عمل کرا سکیں، اور دین کے تعلق سے بعض لوگ اشتباہ پیدا کرتے ہیں اس اشتباہ کو دور کر سکیں"۔

مولانا سید محمد واضح رشید ندوی کا پرمغز خطاب

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی نے بھی فقہ اسلامی کی کانفرنس کی افتتاحی نشست سے خطاب کیا، مولانا ندوۃ العلماء لکھنؤ کے معتمد تعلیم اور ممتاز اسلامی مفکر ہیں، اسلامی فقہ اکیڈمی کے ذمہ داران میں متعدد حضرات ان سے تعلق کا اظہار کرتے ہیں، اور ان کی فکری توجیہات کو اہمیت دیتے ہیں، مولانا کے خطاب سے پہلے مولانا محمد حشیم عثمانی ناظم مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ خطاب فرما چکے تھے، ان کی تقریر کے حوالے سے مولانا نے اپنے توجیہی خطاب میں کہا:

اختلاف اختلاف کا فرق

"آج کل اختلاف کا بڑا ذکر کیا جاتا ہے، اور اس وقت اختلاف بہت بڑی مشکل میں ظاہر بھی ہو رہا ہے، مذاہب فقہیہ کے درمیان اختلاف مذاہب سیاسیہ کے درمیان اختلاف،

www.abulhasanalinadwi.org

مذاہب فکریہ کے درمیان اختلاف یاں تک کہ علم میں اختلاف ظاہر ہوگیا ہے، پہلے علم میں اختلاف نہیں تھا، اب علم میں اختلاف ہوگیا ہے، اب ایک موضوع پر کسی ایک فکر کی کتاب پڑھیں اور اسی موضوع پر دوسری مصنف کی کتاب پڑھیں تو الگ الگ تاثر پیدا ہوں گے، تو یہ اختلاف اس وقت عام ہوگیا ہے اور یہ اختلاف ٹکراؤ کا سبب بنا ہوا ہے، مسلمانوں کے درمیان بھی اور دوسری تمام اقوام کے درمیان بھی اختلاف اپنی بدترین شکل کے ساتھ ظاہر ہورہا ہے، ورنہ اختلاف طبعی چیز ہے، اختلاف طبیعت میں ہے، اختلاف زبان میں ہے، "وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ" قرآن میں ہے، طبیعت میں اختلاف یہ ہے کہ شمال ہندوستان کو دیکھئے اور جنوب کو دیکھئے، کتنا اختلاف ہے، کہیں پہاڑ کا ایک ٹکراؤ نہیں ملتا، اور کہیں پہاڑ ہی پہاڑ ہیں، کہیں پانی نہیں ہے خشک سالی ہے، اور کہیں پانی ہی پانی ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی سہولت کے لئے رکھا، انسان کی ضرورتیں الگ ہیں، طبائع الگ ہیں، اس لئے اختلاف مفید ہے، قرآن میں شعوب کہا۔

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوباً وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ" (ترجمہ)

شعوب اور قبائل کے معنی میں اختلاف ہے لیکن اس کی وضاحت کردی لتعارفوا یہ ایک انتظامی خیر ہے ایک ضروری جز ہے۔ اس کے بعد مزید وضاحت کردی "إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ" قرآن کا یہ تصور ہے اختلاف کے بارے میں۔

مذاہب فقہیہ کا اختلاف باعث رحمت ہے

"ہمارے مذاہب فقہیہ میں یہ اختلاف اس اعتبار سے رحمت ہیں، علامہ ابن خلدون نے اپنی کتاب مقدمہ ابن خلدون میں اختلاف کی وجوہ بیان کی ہیں، ان سے معلوم ہوا کہ اختلاف رحمت ہیں، آپ دیکھئے کہ انسان کی طبیعت میں جو اختلاف ہے مزاج الگ الگ ہے، صلاحیت الگ الگ ہیں، اس لئے اسی اختلاف کو کہا جاتا ہے، اختلاف امتی رحمۃ، اس لئے وہ لوگ جو خشک سالی کے علاقے میں رہتے ہیں اور وہ لوگ جو پانی کے بیچ میں رہتے ہیں، ان کے مسائل

www.abulhasanalinadwi.org

میں اختلاف طبعی امر ہے، علامہ ابن خلدون نے اس پر تفصیل سے بحث کی ہے"۔

اختلاف طبعی ہو سلبی نہ ہو

"اختلاف کوئی سلبی نہیں ہونا چاہیۓ اختلاف کو طبعی ہونا چاہیۓ، سلبی یہ ہے کہ آپ اپنے مذہب کے اندر عصبیت پیدا کریں اور عصبیت دوسرے سے منافرت پیدا کر دیتی ہے، عداوت پیدا کر دیتی ہے، سلبیت نہیں ہونی چاہیۓ، فقہ اکیڈمی کی ہمارے نزدیک بنیادی خصوصیت یہ ہے، وہ اس اختلاف کو ایجابی بنانے کی کوشش کرتی ہے، ہم اس سے پہلے ایک سیمنار میں شریک ہوئے تھے جو شری وردھن میں شافعی مسلک کے مدرسہ جامعہ حسینیہ میں جنوری ۲۰۱۲ء میں ہوا تھا، اور فقہ شافعی وفقہاء شافعیہ کے تعلق سے تھا اور اسی اسلامی فقہ اکاڈمی کی سرپرستی میں ہوا تھا، اس میں مولانا خالد سیف اللہ صاحب بھی شریک ہوئے تھے"۔

"یہ بہت اچھا اقدام ہے اگر فقہ کو کسی ایک خاص مسلک میں محدود کر دیا جائے تو اسلام کے ایک جز ہی کا انکار ہے"۔

"مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے مذہب شافعی پر ایک کتاب بھی لکھوائی، دوسری بات یہ کہ سمینار جہاں ہو رہا ہے وہ علاقہ بھی شافعی مسلک کا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس اختلاف کو سلبی کے بجائے ایجابی بنا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

وحدت کی کوششیں

"فقہ اسلامی وحدت پیدا کر رہی ہے، ایک تو یہ بحث وتحقیق کا جذبہ پیدا کر رہی ہے، مسلمانوں سے بحث وتحقیق کا عنصر مفقود ہو گیا تھا، اسی لئے وہ تابع ہو گئے تھے، علم وفکر میں تابع ہو گئے تھے، اگر آدمی خود صاحب فکر نہ ہو اور خود صاحب نظر نہ ہو تو دوسرے کا تابع ہو جائے گا"۔

بحث وتحقیق ضروری ہے

"علم وفکر میں بحث وتحقیق کا عنصر نہیں ہے، تو کسی کی کتاب پڑھ کر کسی کی کتاب سن کر آدمی متاثر ہو سکتا ہے، تقلیدی ذہن ہوتا ہے خالص تقلیدی ذہن جو پڑھتے ہیں وہ خود بھی غور

www.abulhasanalinadwi.org

نہیں کرتے، اسی پر اکتفاء کر لیتے ہیں، اس تحقیق سے علم میں اضافہ ہوگا؟ مسلمان آگے بڑھیں گے وہ چھاپ ان کے لئے ہوگی جو جمود اور تابعیت کے وجہ سے ان پر چڑھ چکی ہے"۔

قضایا فقہیہ کے ساتھ قضایا فکریہ بھی ہے

"اس وقت قضایا صرف فقہیہ نہیں ہیں قضایا فکریہ بھی ہیں، مختلف قسم کے مفکرین پیدا ہو رہے ہیں، آپ لٹریچر پڑھیں تو اندازہ ہوگا کہ مفکر اسلامی لکھا جاتا ہے، اور مفکر اسلامی کی فکر پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ اسلامی کام سے وہ مختلف ہے، اسلام کی مختلف شکلیں پیدا کی جارہی ہیں، مختلف تشریحات کی جارہی ہیں، اس لئے ایسے وقیع ادارے کی ضرورت ہے، جس میں محققین ہوں، مخلصین ہوں، رسوخ فی العلم رکھنے والے ہوں۔ اور وہ ان قضایا پر رائے دیں تاکہ یورپ سے جو کثرت سے کتابیں آرہی ہیں، اسلام کے موضوع پر مسلمانوں کے موضوع پر اور یہ ثابت کیا جارہا ہے کہ اسلام سب کا ساتھ نہیں دے سکتا، موجودہ حالات میں ترقی یافتہ زمانہ تغیر پذیر دنیا میں ہماری مکمل رہنمائی نہیں کر سکتا، اس لیے اسلام کی نئی توجیہ کی ضرورت ہے تاکہ وہ زمانے کا ساتھ دے، یہ مفکرین یورپ میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، اور پھر نئی نئی تحقیقات پیش کرتے ہیں، ان تحقیقات کا جواب وہی دے سکتا ہے جو محقق ہو، تو اس فقہ اکیڈمی کا ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے، ان لوگوں نے فقہ اسلامی کا دائرہ وسیع کیا"۔

فقہ اسلامی وقت کی ضرورت ہے

"مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی نے یہ بات فرمائی تھی کہ ہر زمانہ کی کوئی ضرورت ہوتی ہے، اس زمانہ کی بڑی ضرورت فقہ ہے کہ فقہ اسلامی میں ہمارے مدارس کے فضلاء اختصاص پیدا کریں اور جو نت نئے مسائل وقضایا آرہے ہیں، ان کو حل کریں، ہمارے اسلامی فقہ اکاڈمی نے اس کی طرف خاص توجہ کی ہے اور اس کے ذریعہ سے مردم سازی کا بڑا کارنامہ انجام دیا ہے، یہ صلاحیت مولانا قاضی مجاہد الاسلام صاحبؒ کے بعد خاص طور پر مولانا

www.abulhasanalinadwi.org

خالد سیف اللہ رحمانی کو حاصل ہے اور اسی طرح ان کے معاونین اور سکریٹریز، مولانا عتیق احمد بستوی استاذ دارالعلوم ندوۃ العلماء اور مولانا سید عبید اللہ اسعدی استاذ جامعہ اسلامیہ ہتھورا باندہ اس میں امتیازی حیثیت رکھتے ہیں اور امین عثمانی صاحب جو ہمارے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے فاضل ہیں، ان کی فکروکوشش بھی قابل قدر ہے"۔

مدرسہ حسنیہ میں

مدرسہ حسنیہ قائم کولم میں کیرالا کا معروف دینی تعلیمی ادارہ ہے جہاں دورۂ حدیث تک تعلیم ہوتی ہے، مولانا عبدالشکور قاسمی یہاں کے شیخ الحدیث ہیں اور الحاج عبدالستار صاحب اس کے ذمہ دار ہیں اور اپنے خرچ پر مدرسہ چلاتے ہیں، ان کے بیٹے مولانا سفیان صاحب اس کے مہتمم ہیں، حضرت مولانا دامت برکاتہم جب کیرالا تشریف لاتے ہیں تو اس کے لئے ضرور وقت نکالتے ہیں، انہوں نے یہاں طلبہ کو خطاب کیا۔

رضائے الٰہی کو مقصد بنائیں

بھائیو!" آپ یہاں مدرسہ میں تعلیم کے حصول کے لئے آئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکام کو جاننا، ہمارے زندگی اس کی مرضی کے مطابق بن جائے، ہمارے اعمال ویسے ہو جائیں جیسے نبی حضورؐ نے بتایا، ہم کو اللہ تعالیٰ نے وہ طریقے بتایا ہے جس سے وہ راضی ہوتا ہے، اس کے راضی ہونے کا مطلب ہے دوسری زندگی جسے ہم آخرت کہتے ہیں، وہاں اللہ کی رضا ملے گی، اگر ہم اس کے بتائے ہوئے طریقے پر چلے تو دوسری زندگی سب اچھی گزرے گی"۔

"اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو سمجھانے کے لئے اور اپنی مرضی بتانے کے لئے نبی بھیجے، نبی برابر آتے رہے، سب سے پہلے نبی جن سے نسل انسانی چلی، حضرت آدم علیہ السلام تھے، پھر اس کے بعد دنیا نے نبی کے بتائے ہوئے راستہ کو چھوڑ دیا، تو پھر اللہ تعالیٰ نے پے در پے نبی بھیجے، نبی کی تعلیمات کی جب خلاف ورزی ہوتی، تو اللہ تعالیٰ نے عذاب بھیجا، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اب آپ کی

www.abulhasanalinadwi.org

امت امت دعوت ہے، اس وقت امت پر ذمہ داری ہے کہ وہ آپ کی بتائی ہوئی، باتیں دوسروں تک منتقل کریں، اس امت کو خود نہیں معلوم ہوگا، تو وہ بتائے گی کیسے، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے رخصت ہوئے تو جو کام آپ کے ذمہ تھے، وہ آپ کے ماننے والوں کے ذمہ کر دیئے گئے"۔

ہماری ذمہ داری

"اب ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ دوسروں تک صحیح بات منتقل کریں آدمی کے کہنے سے زیادہ اس کے عمل کا اثر پڑتا ہے، لہٰذا ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم خود عمل کرنے والے بنیں"۔

"لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ باتوں کو بتانے کے لئے، اس کا مرضی سے واقف کرانے کے لئے اور یہ بتانے کے لئے وہ کن باتوں سے راضی ہوتا ہے اور کن باتوں سے ناراض ہوتا ہے، ہم کو جاننا ضروری ہے اور ہماری جانکاری کے لئے قرآن مجید دیا، لہٰذا پہلے ہم کو قرآن مجید اور حدیث سے جاننا چاہیئے پھر اس سے دوسروں کو واقف کرانا چاہیئے"۔

مدرسہ قرآن فہمی کا سب سے بڑا ذریعہ

"اللہ تعالیٰ نے (دنیا کا نظام) ایسا بنایا ہے کہ قرآن مجید کو کوئی یوں ہی نہیں پڑھ سکتا ہے بلکہ اس کے لئے استعداد ضروری ہے، اسی لئے مدرسے قائم ہوتے ہیں تاکہ طالب علم اپنے اندر وہ صلاحیت پیدا کرلیں جس سے قرآن فہمی ان کے ان کے اندر پیدا ہو"۔

دعوت واصلاح کا کام اور آپ کا مقام

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ انعام ہوا ہے اس نے آپ کو منتخب کیا، وہ چاہتا ہے کہ آپ پیغمبر کے کام کریں، لوگوں کی ہدایت والا کام کریں اللہ تعالیٰ نے آپ کو اتنا زبردست مقام عطا کیا، تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے ہیں آپ کے ذریعہ لوگوں کی اصلاح ہو آپ منتخب شدہ ہیں، لہٰذا ابھی سے نیت صاف کریں کہ ہمیں جو علم حاصل ہوگا، اس سے ہم اپنی بھی اصلاح کریں گے اور دوسروں کی بھی اصلاح کا کام کریں گے"۔

www.abulhasanalinadwi.org

”آپ کو کوئی حج کرنے یا عمرہ کرنے بھیجے تو آپ کتنے خوش ہوں گے، آپ کے عزیز واقارب کتنے خوش ہوں گے، بھیجنے والے کا شکریہ ادا کریں گے اور آپ کو مبارکباد دیں گے“۔

علمی ودینی قیادت کی اہلیت پیدا کیجیے

”اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہاں بھیجا تا کہ آپ دینی قائد بنیں، اللہ والے قائد بنیں، کسی دنیاوی مدرسہ میں جاتے تو اللہ والا بننا مشکل ہوجاتا، اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ آپ اللہ تعالیٰ کا دین سیکھنے آئے، آپ مبارکباد کے لائق ہیں، اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کے لئے آپ کو منتخب کیا، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیجیے، عمرہ پر جانے پر آپ پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوں گی، طواف کرنا ہوگا، سعی کرنا ہوگی، یہ سب کام کرنا ہوں گے، ورنہ آپ کا عمرہ بیکار ہوتا لہذا جب آپ اس مدرسہ میں آئے آپ کی ذمہ داری ہے کہ محنت سے پڑھیں، حدیث وقرآن سمجھیں آپ کو محنت کرنا ہوگی، استاد کی محنت اسی وقت کارگر ہوتی ہے کہ جہاں طالب علم محنت کرتا ہے، جب آپ محنت کریں گے تو آپ کو ایک مقام حاصل ہوگا، آپ کی عزت ہوگی اور اللہ کی رضا بھی حاصل ہوگی، آپ یہاں آئے ہیں سب جانتے ہیں کہ آپ حدیث پڑھنے آئے ہیں، قرآن پڑھنے آئے ہیں، اگر آپ نے نہیں پڑھا تو سب آپ کو برا کہیں گے“۔

”اللہ تعالیٰ کی توفیق آپکے ساتھ ہے کہ اس نے آپ کے والدین کے اندر یہ جذبہ پیدا کیا کہ آپ کو یہاں بھیجیں آپ کے اندر اللہ تعالیٰ نے صلاحیت رکھی ہے، اگر مدرسہ نہ ہوتے تو آپ قرآن وحدیث کی تعلیم کہاں سے حاصل کرتے“۔

”اور پھر وہ کام جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذمہ کیا ہے یعنی دوسروں کی ہدایت کا سامان فراہم کرنا یہ دونوں کام آپ کو کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ آپ کو اپنا علم سیکھنے کے لئے مدرسہ بھیجا، اب آپ پر ہے کہ محنت کر کے دوسروں کے لئے ہدایت کا سامان فراہم کریں“۔

علم ایک بڑی دولت ہے

”اللہ تعالیٰ نے علم کو بڑی دولت قرار دیا ہے، حدیث میں آتا ہے، دو لوگ قابل

www.abulhasanalinadwi.org

رشک ہیں، ایک وہ جس کو علم دیا گیا اور پھر وہ اس کے ذریعے درست فیصلے کرتا ہے، دوسرے وہ جس کو مال دیا گیا ہو اور پھر وہ خیر کے راستوں میں خرچ کرتا ہو، ایک حدیث میں آتا ہے کہ فرشتے طالب علم کے لئے پر بچھاتے ہیں، لہٰذا اس علم کی قدر کیجئے، یہ خدا کا تحفہ ہے خدا کی طرف سے اعزاز ہے جو آپ کو ملا ہے، لہٰذا اس کی قدر کیجئے، اگر آپ نے قدر نہیں کی تو خدا کی طرف سے پکڑ ہو سکتی ہے''۔

فقہی کانفرنس کا اختتام اور صدارتی خطاب

دارالعلوم اوچھرا میں منعقد سہ روزہ فقہی کانفرنس کے اختتامی جلسہ سے خطاب فرماتے ہوئے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم نے فرمایا:

''بھائیو! ابھی تجاویز پیش کی گئیں، اور آپ لوگوں نے تجاویز میں اپنے رائے پیش کیں اور اس بات کی کوشش کی سب سے بہتر تجاویز مرتب ہوں، ان تجاویز کی بڑی اہمیت ہے، یہ تجاویز اس طرح کی تجاویز نہیں ہیں جو سیاسی یا سماجی جلسوں میں پیش کی جاتی ہیں، ان تجاویز کی جو سیاسی یا سماجی پروگراموں میں پیش کی جاتی ہیں ان کے مخاطب سیاست داں یا کسی خاص پہلو سے تعلق رکھنے والے حضرات ہوتے ہیں، یہاں جو تجاویز پیش کی گئیں وہ پوری امت کے لئے ہیں، یہ امت کسی ایک ملک کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، یہ عالمی امت ہے''۔

امت محمدیہ ایک عالمی امت ہے

''اس امت کو اللہ تعالیٰ نے جو مقام عطا فرمایا ہے وہ سابق امتوں کو نہیں ملا، اس امت کو اللہ تعالیٰ نے عالمی بھی بنایا ہے اور دائمی بھی بنایا ہے یہ امت قیامت تک اپنی خصوصیات اور پیغام کے ساتھ رہے گی، اسی طرح یہ امت عالمی بھی ہے، کسی ایک خطہ کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ دنیا کے ہر خطہ میں یہ موجود ہے، اس کو ہم دیکھ بھی رہے ہیں''۔

تفقہ اور رسوخ فی العلم کی ضرورت

''ہر ملک میں مسلمان موجود ہیں اور جہاں مسلمان ہیں وہاں ان کو اللہ تعالیٰ کے احکام

www.abulhasanalinadwi.org

جاننے کی ضرورت ہے، تاکہ اس کو اپنی زندگی میں جاری کرسکیں، اگر ہم اللہ تعالیٰ کے احکام سے واقف نہیں ہوں گے تو اس کو اپنی زندگی میں کیسے جاری کرسکیں گے، اگر ہمارے سامنے قرآنی تعلیمات نہ ہوں، نبوی ہدایت نہ ہوں تو ہم اپنے ماحول سے سیکھ لیں، ماحول کی رسمیں اختیار کرلیں گے اور ہم اس کے مطابق ہوں گے۔ جب یہ خطرہ ہمارے سامنے موجود ہے کہ ہم ماحول سے سیکھتے ہیں، اور ماحول کو اپنے اندر جذب کرلیتے ہیں، اور اس ماحول کو فطری بنالیتے ہیں، تو ہمیں سنبھالنے والا اور غلط راستے سے نکال کر صحیح راستہ پر ڈالنے والا کوئی ہونا چاہئے، اور یہ چیز تعلیمات قرآن، توجیہات نبویؐ سے حاصل ہوں گی لیکن وہ تعلیمات ہم کو فضا میں نظر نہیں آئیں گے یا کوئی بورڈ نہیں جس کو ہم دیکھ لیں، اور سیکھ لیں، اس کے لئے علماء درکار ہیں فقہاء درکار ہیں جنہوں نے دین کو سمجھا ہے"۔

"اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لئے تفقہ کا لفظ استعمال فرمایا ہے! "لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّيْنِ" یہ نہیں کہا لیعلموا الدین یہ نہیں کہ دین کے علوم معلوم کرلیں بس! بلکہ دین کے علوم کو سمجھیں اور سمجھ کر اختیار کریں، ہمیں دینی تعلیمات سمجھنا ہے، اور سمجھ کر اپنی زندگی میں جاری کرنا ہے اس کے لئے علماء کی ضرورت ہے، فقہاء کی ضرورت ہے، دینی رہنماؤں کی ضرورت ہے، ان کے بغیر یہ کام انجام نہیں پائے گا"۔

ہندوستان کے علماء کا فیضان عالمی ہے

"اللہ تعالیٰ نے اس ملک پر فضل فرمایا ہے کہ یہاں ایسے علماء وفضلاء پیدا ہوتے رہے ہیں، جو قرآن وحدیث کے جڑے رہے ہیں، تاریخ بتاتی ہے کہ اس ملک میں ایسی شخصیات پیدا ہوتی رہیں ہیں جنہوں نے اس ملک کو سنبھالا ہے، لہٰذا جو بھی اس میدان میں ہیں ان پر بڑی ذمہ داری عاید ہوتی۔ یہ کام اہم بھی ہے اور نازک بھی ہے۔ اس میں نفس شریک ہوجاتا ہے تو آدمی راہ راست سے ہٹ جاتا ہے اور نفس کا خطرہ ہر ایک کو لگا رہتا ہے، ہم شریعت کے احکام کو اپنے نفس کو علیحدہ کرتے دیکھیں تو ہم صبح یا شام کو سمجھ سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ یہ اکیڈمی یہاں قائم ہے اور بہت صحیح انجام دے رہی ہے، اس کا یہ طریقہ ہے

www.abulhasanalinadwi.org

کہ سیمنار کے ذریعہ فقہاء کو جمع کر کے ایک رائے پر جمع ہوا جاتا ہے، فقہاء سے مطلب ہمارا یہ ہے کہ جنہوں نے اس دین کو صحیح طور پر سمجھا ہے، اور دین کی باریکیوں کو سمجھا ہے۔ ان لوگوں کو جمع کرتے ہیں، اور پھر ان کے آپس کے تبادلہ خیال سے فائدہ اٹھا کر صحیح مسائل تک پہونچتے ہیں، جس کا اثر دنیا کے دوسرے ملکوں اور دوسرے خطوں پر پڑتا ہے، اور یہاں کے علماء ہر طرف سے بلائے جاتے ہیں اور ان کی رائے بڑا وزن رکھتی ہے"۔

مغربی تہذیب نے ذہنوں کو بدل دیا

"ہم دیکھ رہے ہیں کہ مغربی تہذیب نے ذہنوں کو بدل دیا ہے اور سوچنے اور غور کرنے کا طریقہ بدل دیا ہے۔ زندگی کی وہ حقیقت اور وہ پہلو جو ہمیں مغرب کی رہنمائی سے ملے ہیں وہ اسلامی رہنمائی سے ملنے والے پہلوؤں سے مختلف ہیں۔ دونوں میں جوڑ نہیں بیٹھتا ہے، ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی ترجمانی غلط ہو رہی ہے تاکہ ہم صحیح اسلامی تعلیمات کو رواج دے سکیں، اسلامی تعلیمات کا راستہ متعین ہے، دوسری امتوں کا راستہ متعین نہیں ہے"۔

اسلامی فقہ اکاڈمی کا کارنامہ

"یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے جو ہماری اسلامی فقہ اکیڈمی انجام دے رہی ہے۔ قابل مبارک باد ہیں یہ لوگ جو یہ مہتم بالشان کام کر رہے ہیں، ملک بدل جانے سے حالات بدل جانے سے اسلام نہیں بدل جائے گا، یہ اسلام ایک ہے اور ہر جگہ ایک رہے گا"۔

"اس میں کوئی خلل نہیں ملے گا، کوئی تغیر نہیں ملے گا۔ یہ ہر جگہ ایک ہے، ملک کے حالات بدل سکتے ہیں وہاں کے رجحانات بدل سکتے ہیں، تجربے ایک ہو سکتے ہیں لیکن اسلام ایک رہے گا"۔

"کوئی بھی مسئلہ یا کوئی بھی قضیہ سامنے آتا ہے تو فقہ اکاڈمی اس کا حل تلاش کرتی ہے اور قرآن وحدیث کی تعلیمات اور فقہ اسلامی کی روشنی میں اس کو اپنے علماء کے مشورے سے حل کرتی ہے، ہمیں اس کے متعدد سمیناروں اور کانفرنسوں میں شرکت کا موقع ملا اور ہم نے

www.abulhasanalinadwi.org

اپنے لیے سعادت سمجھ کر اور اس کو اللہ کی رضا کا ذریعہ سمجھ کر شرکت کی، اللہ تعالیٰ نے کیرالا میں بھی شرکت کی توفیق عطا فرمائی، مولانا عبدالشکور صاحب بھی لائق مبارکباد ہیں، جنہوں نے یہاں میزبانی کے فرائض انجام دیے، اللہ تعالیٰ اس اجتماعی، دینی، اور علمی کوشش کو قبول فرمائے اور اس کی افادیت کو عام فرمائے''۔

دیگر پروگرام اور واپسی

مولانا عبدالشکور صاحب ملک میں فرقہ وارانہ نفرت اور تشدد کی زہر آلود فضا کو ختم کرنے کی مقامی سطح پر پیام انسانیت کے پروگراموں اور لٹریچر کے ذریعہ بھی کوشش کر رہے ہیں، اس سلسلہ کا ایک جلسہ انہوں نے شہر میں رکھا تھا، جس کی صدارت حضرت مولانا کو کرنا تھی، جلسہ تو اپنے مقام اور وقت پر ہوا البتہ حضرت مولانا دامت برکاتہم بذات خود شرکت نہ کر سکے، اور اس میں راقم الحروف نے شرکت کی، مولانا عبدالشکور صاحب چونکہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے رکن عاملہ ہیں، ندوۃ العلماء لکھنؤ کی مجلس انتظامیہ کے رکن، پیام انسانیت کے داعی حضرت مولانا مدظلہ کے مجاز ارشاد اور مختلف ذمہ داریوں کے حامل کارگزار شخصیت ہیں، اس لیے وہ مختلف پہلوؤں سے دین کی خدمت میں مصروف ہیں ملک کے آخری کونہ کنیا کماری میں بھی ان کی سرگرمیاں جاری ہیں، ان کے خاص معاون استاذ جمال الدین ندوی، استاذ محمد انصاری اور ڈاکٹر عزالدین ندوی وغیرہ ہیں، گذشتہ سال کنیا کماری میں انہوں نے پیام انسانیت کا ایک جلسہ منعقد کیا تھا۔

بھٹکل سے بھی اہل تعلق علماء آ گئے تھے، ان کا بھٹکل کے لیے اصرار تھا لیکن ندوہ کی مصروفیات اس کے جلسہ انتظامی اور مسلم پرسنل لا بورڈ کے جے پور اجلاس کے وقت قریب ہونے کی وجہ سے یہ دعوت قبول نہ ہو سکی اور ممبئی سے ٹرین بدلنا طے ہوا جہاں سہاگ پیلس مدن پورہ میں قیام ہوا، جبکہ کیرالا جاتے ہوئے جوگیشوری ممبئی میں مولانا اسماعیل یاسین بھولا ندوی کی دعوت پر قیام ہوا تھا اور وہاں اقصیٰ مسجد میں حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے خطاب فرمایا تھا اور پھر لکھنؤ واپسی ہوئی۔ (۱)

---

(۱) تقاریر و خطبات نظر ثانی کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں، (خلیل حسنی)

www.abulhasanalinadwi.org